"نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت"

نیکنام اور تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ - دنیا کے نشیب و فراز سمجھنے کا مفید آلہ - رنج و خوشی کا دلفریب فوٹو - اردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ - یعنے ایک تجربہ کار لائق اور نامور ڈپٹی کلکٹر کی زندگی کے سچے حالات

الموسوم بہ

سیرۃ الحمید

جسکو

مولوی نظام الدین حسین نظامی بدایونی مصنف ناول رضیہ و مسعود و اسلامی جوش و شہیدی و صبح میلاد وغیرہ نے

حسب فرمایش

عالیجناب منشی محمد وحید الدین صاحب رئیس بدایون خلف الصدق مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر مرحوم

مرتب کیا

اور منشی احمد حسین صاحب مہتمم مطبع کے اہتمام سے منشی محمد آغا جان صاحب کے

وکٹوریہ پریس بدایوں میں چھپی

قیمت مجلد ... فیض الحسن سہسوانی ... نوشت ... مجلد

شکریہ اور گذارش

مین اپنے پیارے اور لایق بھائی مولوی نظام الدین حسین نظامی کا سچّے دل سے شکریہ
ادا کرتا ہون کہ اُنھون نے صرف میری ایک سرسری سی مسودہ پر خیال کرکے جناب ملا صاحب
کی زندگی کے سچے حالات کو ایک نہایت قابل قدر لایق تحسین دلچسپ اور موزون طریقہ
بہت تھوڑے سے عرصہ مین مرتب کر دیا۔ مین نے مناسب سمجھا کہ جو کچھ آنحضرت نے لکھا ہے وہ اپنے ہی تک
نہ رکھون بلکہ دوسرے بھی اُس سے فایدہ اُٹھاوین۔ چونکہ اسکی اشاعت سے کوئی ذاتی نفع
نہین ہے اسلیئے مین نہایت ادب سے اس کتاب کو اپنے پیارے کالج کی نذر کرتا ہون
امید ہے کہ ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنکو اُردو لٹریچر سے تھوڑا بہت مذاق ہے اور
قومی کالج کی مدد کو اپنا فرض سمجھتے ہین اسکی ضرور قدر کرینگے۔

صرف ڈیپوٹی شاپ محمڈن کالج علیگڈھ سے مل سکتی ہے۔

نیاز مند محمد وحید الدین طالب علم ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈھ

بدایون ۷ دسمبر ۱۸۹۷ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولف کی ایک مودبانہ التماس

مولف اس رسالہ مین اس صوبہ کے ایک مشہور ڈپٹی کلکٹر اور ایک قابل شخص کی سوانح عمری لکھیگا۔
سوانح عمری لکھنے کا رواج ہمارے ملک مین بہت ہی کم ہے۔ یورپ مین عام طور پر مشہور لوگون کے
سوانح جنکے پڑہنے سے دلمین عمدہ تحریک پیدا ہوتی ہے لکھے جاتے مین ہندوستان مین بہت سے ایسے
شخص گذرے ہین کہ جنکے بڑے بڑے کام ضرور اس قابل ہین کہ اونکے حالات کو شایع کرکے ہم اون سے
سبق حاصل کرین۔ ہم ہی نہین بلکہ ہماری آیندہ نسلون کو بھی اون سے بہت کچھ فایدہ پہونچ سکتا
ہے۔ لیکن قدما کے مفصل حالات کا تو ہم تک پہونچنا نہایت دشوار ہے اسلیے اونکی بیوگرفی تفصیل
بیان کے ساتھ لکھنا ہمارے لیے ممکن نہین۔ البتہ ان معزز اور نامور اشخاص کی جو خود ہمارے زمانے مین گذرے
سلام مین الف لکھنے کی طرف اگر توجہ کیجاے تو ہم بیوگرفی کو اپنی زبان مین بہت کچھ ترقی دیسکتے
ہین۔ بیوگرفی ایک نہایت ہی مفید چیز ہے۔ حضرت خواجہ حالی نے اسکی نسبت لکھا ہے
"بیوگرفی علم اخلاق کی نسبت ایک اعتبار سے زیادہ سودمند ہے کیونکہ علم اخلاق سے صرف نیکی اور بدی کی
ماہیت معلوم ہوتی ہے اور بیوگرفی سے اکثر نیکی کے کرنے اور بدی سے بچنے کی نہایت زبردست
تحریک دلمین پیدا ہوتی ہے اور اسلاف کے ستودہ کامون کی ریس کا شوق دامنگیر ہوتا ہے۔"
زمانہ متوسط مین بیوگرفی کی طرف مسلمانون کی زیادہ توجہ مائل رہی ہے۔ اونکے اوس زمانے کی
بیوگرفی غیر قومون مین نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ عربی مین بیوگرفی کو ترجمہ
تذکرہ کہتے ہین۔ پہلے عام طور پر بیوگرفی کو قصہ اور روایت کے طور پر لکھا کرتے تھے جیسے رسالہ

کا حصہ زیادہ ہوتا تھا - لیکن معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان نہایت احتیاط سے کام لیتے تھ
محدثین نے جو تذکرہ راویان حدیث کے لکھے ہین وہ ثابت کرتے ہین کہ مسلمانون نے رجال ل
لیبھی کوشش کی ہی - اور کسقدر احتیاط سے کام لیا ہے اونکی نیکی اور بدی کے حالات
رعایت کیکے کم و کاست لکھے گئے ہین - ڈاکٹر اسپرنگر کا قول ہی کہ مسلمان علم رجال پر جسقدر فخر
کرین بجا ہی - پس ہماری قوم اگر بیوگرفی کی طرف توجہ کرے تو کوئی نئی بات نہین - مین
نی المقدور اس قابل شخص کے حالات جسکی بیوگرفی اس رسالہ مین لکھی گئی ہی نہایت کو
سے بہم پہونچاتے ہین کیونکہ ہمارے ملک مین ڈائری یا اپنے روزمرہ کے حالات لکھ
دستور نہین ہی اسوجہ سے مرے پیچھے کسیکے مفصل اور صحیح صحیح حالات دریافت
مین نہایت دقت واقع ہوتی ہی - اس موقعہ پر مجھے اپنے بزرگ خاندان جناب مولوی حافظ
حاجی مجاہد الدین ذاکر احمد صاحب بدایونی کا شکرگذار ہونا چاہیئے کہ انھون نے
صاحب کی سوانح کہ جنمین سے متعلق ہین لکھنے ہین اور خاندانی حالات جمع کرنے مین مجھے
مدد دی - مین کہہ سکتا ہون کہ اگر ہندوستان مین ایک ڈپٹی کلکٹر کی سوانح عمری کے شایع ہو
پہلا موقعہ نہین ہی تو میرے وطن مین اس قسم کی یہہ پہلی کتاب ضرور ہی جو آج آپکے مبا
ہاتھون مین ہے گی

حقیر نظامی عفی عنہ

مقام بدایون - ۱۲ دسمبر ۱۸۹۶ء

ڈپٹی صاحب کا نام نسب - ولادت بچپن اور تعلیم

ں صاحب بہادر کا مبارک نام حمید الدین احمد تھا - بدایون کے ایک مشہور خاندان
یوبلی کے ممبر تھے - یہہ خاندان سنہ ۶۱۰ھ سے بدایون مین آباد ہے - اسکا سلسلہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے - یہ حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت
عبدالرحمن نامی سے جاری ہوا ہے - اونکی اولاد مین سے ایک مرد بزرگ عبداللہ سنہ ۶۱۰ھ
نی گہ سے چلکر بدایون تشریف لائے تھے - جو حضرت عبدالرحمن سے چھٹی پشت مین تھے
شیخ عبداللہ نے یہہ سفر معہ اپنی بی بی و صاحبزادہ شیخ یحیی اللہ کے اختیار کیا تھا
ستہ مین بمقام لاہور قیام کیا - چنانچہ شیخ یحیی اللہ کی اولاد جو وہین رہے لاہور مین اب تک
باد ہے - شیخ یحیی اللہ کو لاہور مین چھوڑکر خود معہ بی بی صاحبہ کے بدایون آئے - اور یہہ
ان ہی رہے سہے - بدایون مین اونکی اولاد جو بہ اپنی لیاقت علم اور فضل کے شاہان
سلام کے وقت سے اوس وقت تک معزز شمار کیجاتی ہے بہت سے ممتاز اور نامور شخص اس خوش
نصیب شخص کی اولاد مین پیدا ہوئے - اور اپنے جد بزرگ کا نام روشن کرکے خاک مین ملگئے اگر
ان سبکا ذکر اس مختصر رسالہ مین کیا جائے تو ایک جداگانہ کتاب طیار ہو سکتی ہے - اسلیئے ہم
اسے یہ سمجھتے ہین کہ اونمین سے صرف معدودے چند کا کچھہ حال لکھین سب سے پہلے ہم اس خاندان
سب سے زیادہ مشہور اور سب سے معزز شخص شیخ شمس الدین الملقب بہ جھجار خان
تے ہین - ابتدا ء یہہ شیر شاہ سور کے امیرون مین داخل تھے - جب سلطنت کا
پلٹا اور یہہ مغلون کا ڈنکا بجا اور شہنشاہ اکبر کا عہد ہوا تو بیرم خان خانخانان کی

مدد سے شاہی دربار مین اونکو اعلے درجہ کی عزت اور ثروت حاصل ہوئی۔ نشان و نقارہ ساتھہ رہتا تھا۔ بادشاہ نے عین مہربانی اور قدر افزائی سے ایک باغ سو بیگہ پختہ سواد بدایون مین بذریعہ فرمان شاہی عطا کیا تھا جو ججھار خانی کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ فرمان مذکور مین شہنشاہ ہند نے اونکو اسطرح مخاطب کیا ہے "زبدۃ الاعاظم والاعیان قدوۃ الاماجد والاقران نتیجۃ المشائخ العظام شیخ محمد شمس الدین بدہن المخاطب ججھار خان سلامت"

اور شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ "من از زبان اقدس شنیدہ ام کہ روزی بہ جمعیت فیل در شکار بودم خبر رسید کہ ساکنان سکیٹ کراولی با عامل بادشاہ بجنگ آمدہ از انجا ارادہ کردم۔ در اثنا راہ پائے فیل بادشاہی در چقر در آمد قریب شد کہ فیل معہ عماری بزمین آید ججھار خان بدایونی از پشت فیل خود بر جست و باختیاری دست خود پائے فیل ما خود بدولت از چقر بر آورد"

ہندستان کے مشہور ہسٹورین ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ مین انکی نسبت لکہتا ہے کہ "ججھار خان در اوائل سلطنت افاعنہ بہ صوبہ داری ہند مقرر بود و پلے در انجا تعمیر کردہ۔ در آخر عمر مدد معاش خود قانع شدہ ترک خدمت و منصب کردہ مقبرہ عالیشان در جنب گورخانہ پدران بنا ساختہ و سنگے کہ بر پیشانی مشرق کتابیہ نہادہ است بران مرقوم است این گنبد از ان ججھار خان عرف شیخ بدہن بن سعد اللہ قریشی در عہد سلطنت سلطنت سلیم شاہ در ۹۵۰ھ اتمام یافت"

اس نامی شخص کو خدائے تعالے نے چونکہ اولاد سے محروم رکھا تھا اسلیئے اُسکی ریاست اوسکے بھتیجے ملا محمد یوسف کو ملی جسکو اوسنے خود اپنی زندگی مین جانشین مقرر کردیا تھا ملا محمد یوسف کا رسوخ شاہی دربار مین محمد شمس الدین سے کچھہ کم نہ تھا۔ اسکے وقت مین جلال الدین اکبر کا جانشین جہانگیر سلطنت کر رہا تھا۔

اونکو جہانگیر نے اپنی تعلیم کے لیئے منتخب کیا تھا۔ اور بادشاہ کی اوستادی کا فخر اونکو حاصل تھا۔ مدت تک صوبہ پٹنہ مین حکمران رہے۔ ہاشم باغی نے اوس نواح مین اوس وقت بڑی اودہم مچا رکہی تھی۔ بادشاہ کو اوسکی قلع قمع کی فکر تھی لیکن اوسکی

بنجکنی کی کسیکو جرأت نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ اس کام کا انجام پانا فطرت کو مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھ سے منظور تھا۔ آخر کو مولانا نے قدرت کی اس منشا کو پورا کر کے بادشاہ کی نظر میں نہایت عزت اور وقعت حاصل کی۔ آخر عمر میں بادشاہ نے انکو کالنجر کا قلعہ دار بنایا وہین انھون نے ۵ ربیع الاول سنہ ۹۵۵ھ کو اس دنیا سے کوچ کیا۔ اونکی اولاد نے بھی اونکے بعد اس خاندان کی عزت کو قایم رکھا۔ اور اسیطرح بادشاہ وقت کی وفاداری اور جان نثاری کو اپنا فخر سمجھکر شاہی نظرون مین افتخار پایا۔ اونکے فرزند شیخ محمد لطف اللہ بڑے ذی مراتب و مناصب شخص ہوئے۔ بادشاہ وقت کی طرف سے اوقاف کے متولی تھے اسیوجہہ سے اونکی اولاد کو اب تک **متولی** کے لقب سے پکارتے ہین۔ بادشاہ وقت نے موضع کھرپا پرگنہ بدایون انھین کو خیر خواہی کے صلہ مین نسلاً بعد نسلاً معاف کیا تھا چنانچہ یہ موضع اب تک اونکی اولاد کے قبضہ مین ہے۔ مولانا **درویش** محمد کے وقت مین اختیارات تولیت کو وسعت دی گئی۔ یہ صاحب بدایون کے ناظم تھے۔ انکے بعد شیخ **وہاب الدین** "موحد" بھی فخر خاندان پیدا ہوئے۔ انکی نظم اور نثر اعلے درجہ کی ہوتی تھی۔ فارسی مین انکا دیوان موجود ہے۔ فرمایا ہے کہ۔

موحد از میکدہ امروز لبشان برخاست

بکفے دست نگارے بکفے مینائے

انکے وقت مین روہیلون کی عملداری تھی۔ اونکی طرف سے داتاگنج ضلع بدایون مین تحصیلدار تھے اونھین کے وقت مین سلطنت کی کایا پلٹ ہوئی اور انگریزی سکہ جاری ہوا۔ برٹش حکام نے بھی اونکی اس عزت کو قایم رکھا اور بدستور اپنے عہدہ پر مامور رہے۔ اور بتاریخ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۲۰ء مطابق ۷ جمادی الاولی سنہ ۱۲۳۵ھ راہی ملک بقا ہوئے۔ اب وہ وقت تھا کہ برٹش عہد کی برکتون نے ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اس خاندان کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ باوجود انقلاب حکومت کے اس جلیل القدر خاندان کی عزت اور اقتدار مین فرق

نہین آیا اور اوسیطرح اس نئے راج مین بھی اوسکا دور دورہ رہا۔ جن لوگون نے برٹش عہد مین امتیاز حاصل کیا اونمین ایک مولوی **جمال الدین حسنؒ** تھے جو مدبر موصوف کے پوتے تھے جو غدر سے پہلے ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری اور تھوڑی ملک اوودہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے اور بعد غدر بھی انھون نے آپکو بغاوت کے بدنما دھبہ سے پاک و صاف ثابت کرکے ڈپٹی کلکٹری حاصل کی آخر وقت مین ضلع جھانسی مین ڈپٹی کلکٹر تھے۔ بوجہ بیماری رخصت لیکر مین پوری آئے تھے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۷ جون ۱۸۷۶ء یعنے ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ کو وہین انتقال کیا۔ مولوی **جمال الدین حسنؒ** نہایت عقیل معاملہ فہم اور ذی علم تھے۔ صاحب تصانیف بھی تھے۔ اردو نظم مین "**شبیہ احمدی**" اور پیمایش و بندوبست وغیرہ کے متعلق کتاب "جمالات دیہی" آپکی مشہور کتابین ہین۔ آخر الذکر کتاب لاٹ صاحب بہادر کے حکم سے ۱۸۵۵ء مین آگرہ کے چھاپہ خانہ مین چھپی تھی اور یہہ کتاب بفرمایش چارلس ریکس صاحب بہادر کمشنر قسمت لاہور صاحب لوگون کو اس ملک کی پیمایش سے واقف بنانے کے واسطے لکھی گئی تھی۔ اور اسمین ایسی باتین بھی درج ہین کہ جنکا جاننا اس ملک کے زمینداروں کے نوجوان بچون اور ان لوگون کو جو سرکاری نوکری کرنا چاہتے ہین نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ یہہ کتاب صاحب ڈائرکٹر بہادر آف پبلک انسٹرکشن بہادر کی راے سے مدتون تک یہان کے مدارس مین بھی جاری رہی۔

مولوی **حمید الدین احمد** جنکی سوانح عمری ہم لکھہ رہے ہین ایسے نامی شخص کے فرزند اکبر تھے۔

۲۲ جمادی الاول ۱۲۶۶ھ کو جبکہ حضرت عیسے علیہ السلام کی ولادت کو ۱۸۵۰ سال گذر چکے تھے سال ۱۸۵۰ء کے تیسرے مہینے کا چھبیسوان دن شروع تھا۔ آپ پیدا ہوئے۔ روز پیدایش سے آثار اقبال مندی اس ہونہار بچہ کی صورت سے نمایان تھے۔ ہاتھون کی خوبصورت چوڑی اور ناخن جنمین سرخی جھلک رہی تھی اور فراخ پیشانی اوس بڑے نصیبے کی شہادت دے رہی تھی جو آپکو آیندہ حاصل ہونے والا تھا اور بتلا رہی تھی کہ آپ بچہ ہوکر ذہین اور طباع

ثابت ہون گے۔ بچپن مین آپ حد سے زیادہ غریب تھے۔ رونا مطلق نہین جانتے تھے۔ کہہ سکتے ہین
کہ حلم آپکی گھٹی مین پڑا تھا۔ بچپن ہی سے آپ ایک عجیب مہذب طریقے سے ہنستے تھے یہانتک کہ
شاید آپ اپنی تمام عمر مین کھلکھلا کر کبھی نہین ہنسے۔ پانچ برس کی عمر مین رسم بسم اللہ ادا ہوئی
اور یہ وہ زمانہ تھا کہ اب آپ مین اسقدر سمجھ آگئی تھی کہ جو بات سکھائی جائے ادسے ادا کر لین۔
گویا اسوقت سے آپکی تعلیم شروع ہوگئی تعلیم کا حال تو ہم آیندہ لکھینگے اسوقت آپکے بچپن
کی حالت اور ابتدائی تربیت کا بیان کرتے ہین۔ آپکی تربیت اعلے درجہ کی ہوئی اور کیون نہ ہوتی
اول تو آپ مین نیک بات کی قبولیت کا خود مادہ موجود تھا اور پھر ایک پدر مہربان کا جو اعلے
درجہ کا عقلمند اور ذی علم شخص تھا سایہ عاطفت سر پر تھا۔ بڑے بڑے تنخواہ کے معلم اور ٹیوٹر
موجود تھے۔ یہ ایسے باپ کی تعلیم اور تربیت کا اثر تھا کہ مرتے دم تک آپکا برتاؤ خوش خلقی کا سا
باوجود اس ثروت اور حکومت کے چھوٹے بڑون سب سے نہایت ملنساری سے پیش آتے تھے۔ آپ
کو والد مرحوم نے صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم بھی خاص طور پر دی تھی بچپن مین بلاناغہ روزانہ غسل
کرنا سکھایا گیا تھا جسکا یہ اثر ہوا کہ علاوہ ظاہری صفائی کے خدائے تعالے نے باطن کی صفائی بھی آپکو
عطا کی تھی۔ ڈپٹی صاحب کی تعلیم مین پوری مین جہان آپکے والد ڈپٹی کلکٹر تھے شروع
ہوئی۔ اول ایک بزرگ اور خدا شناس حافظ محمد عارف صاحب نے آپکو قرآن شریف
کی تعلیم دی۔ جسوقت آپنے قرآن شریف ختم کیا آپکی عمر صرف آٹھ سال کے قریب
تھی اسکے بعد ہندوستان کے قدیم اور معمولی طریقے کے موافق فارسی کی تعلیم شروع
ہوئی۔ ۱۲ برس کی عمر مین عربی شروع کی۔ عربی کی تعلیم ایک جید مفتی۔ مولانا اسد اللہ
صاحب الہ آبادی سے پائی تھی جو عدالت العالیہ صدر نظامت آگرہ مین بعد کو قاضی القضاۃ ہو گیے۔
۱۴ برس کی عمر مین آپنے صرف و نحو سے فراغت پائی۔ پھر قرآن شریف کو با معنے پڑھا۔ اسکے
بعد آپکے والد بزرگوار نے یہ دیکھکر کہ نیچر نے عقل کا پورا اور کافی مادہ عطا کیا ہے آپکے دماغ کو پہلے
سے اس قابل بنا دیا تھا کہ آپکو عقلی علوم کی تعلیم دیجائے آپکو معقول کی طرف متوجہ کیا اسوقت

ہندوستان کے عام مسلمانوں میں خصوصاً ہمارے شہر کے پڑھے لکھے گھرانوں میں دنیوی
علوم تواریخ جغرافیہ۔ علم کیمیا۔ ریاضی۔ علم ہیئت۔ منطق۔ فلسفہ کا سیکھنا سکھانا کفر خیال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ
شہر کے بعض ملا اب تک اس خیال کے پابند ہیں لیکن اس خیال کا اثر ڈپٹی صاحب کی تعلیم میں کچھ
حارج نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ جس گھر میں پیدا ہوئے تھے اس میں مولوی جلال الدین* باقر
ایسے عالم با عمل کی تعلیم کا اثر جنکی رائے ان ملاؤں کے بالکل خلاف تھی اب تک موجود تھا گو مولوی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دنیوی علوم کی بہ نسبت علم دین سے زیادہ شوق تھا لیکن آپ دنیوی
علوم کی تحصیل بھی انسان کے لیئے ابتداءً واشد ضروری خیال فرماتے تھے۔ غرض ڈپٹی صاحب نے
جغرافیہ۔ تاریخ ریاضی۔ منطق میں بہت لیاقت حاصل کر لی آخر عمر میں باوجود مشق چھوٹ
جانے کے آپ حساب کے بڑے بڑے سوال جو اس زمانہ کا طالب علم گھنٹوں میں نکالتا۔ چٹکیوں میں
لگا دیتے تھے حافظہ کا یہ حال تھا کہ منطق کی کتابوں کی عربی عبارتیں جو بچپن میں پڑھی تھیں
آخر عمر تک آپکو لفظ بہ لفظ ازبر تھیں۔ سچ یہ ہے ذہانت اور حافظہ فطرت کے خاص تحفہ ہیں
جو خاص خاص دماغوں کو عطا کیئے جاتے ہیں۔ چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ اپنے والد کے ساتھ ساتھ
رہے اسوجہ سے جس جس ضلع میں بڑے ڈپٹی صاحب رہے آپکا سلسلہ تعلیم وہاں
جاری رہا۔ مولوی احسان علی صاحب مراد آبادی جو بھوپال میں ایک معزز عہدہ پر متقرر تھے
اور مولوی منظور** احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر سے مختلف اوقات میں تعلیم پاتے رہے۔ آخر میں مولوی
رحیم بخش صاحب سے جو جالون وغیرہ کی طرف اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے ہیں۔ تعلیم پائی فرمایا
کرتے تھے کہ انشاپردازی کا فن ہم نے خاص کر مولوی صاحب موصوف سے سیکھا ہے۔

---

* جناب مولوی صاحب ممدوح ڈپٹی صاحب بہادر کے حقیقی عم مکرم تھے ڈپٹی صاحب کی تعلیم شروع ہونے سے کئی سال پہلے آپکا انتقال ہو چکا تھا

** مولف باقیات الصالحات نے ڈپٹی صاحب کے حالات لکھتے ہوئے آپکو مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر دہلوی کا شاگرد لکھا ہے۔ غالباً یہ مغالطہ ہے واقعی آپکو مولوی منظور احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر سے تلمذ تھا۔

اس موقعہ پر ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہین کہ ہمارے ہر دالعزیز ڈپٹی کلکٹر نے زمانہ طالب علمی مین بوجہہ اپنی خداداد ذہانت کے کبھی ان محنتون سے کام نہین لیا جسکا حال ہمنے اکثر مشرقی طالب علمون کی لائیف مین دیکھا اور سنا ہے۔ مثلاً ارسطو جو ایک مشہور فلاسفر گذرا ہے جب پڑھنے بیٹھتا تو ایک لوہے کا گولہ ہاتھ مین رکھہ لیتا تھا اور پلنگ کے نیچے جست کا طاش رکھہ لیتا کہ جہان نیند آئی اور گولہ ہاتھ سے چھٹکر طاش مین گرتا جسکی آواز سے بیدار ہوکر فوراً وہ اپنا سبق یاد کرنے لگتا تھا۔ ڈپٹی صاحب نے کچھہ دنون تک گورنمنٹ ہائی اسکول بدایون مین انگریزی کی تعلیم بھی پائی تھی۔ مگر چونکہ ہماری قوم مین اسوقت انگریزی کی پوری قدر نہ تھی اسلیئے آپکی انگریزی تعلیم برائے نام ہوئی۔ اور کوئی درجہ پاس نہ کیا آپ کی حالت طالب علمی کا واقعہ لکھتے ہین جو دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ جب آپکے والد صاحب للت پور مین تھے تو کسی شخص نے آپسے ایک عرضی لکھوائی اور دو ڈیڑھ آنہ پیسے اوسکی اجرت† مین دیئے آپنے اون پیسون کو گھر مین لاکر بجنسہٖ اپنی والدہ کے حضور مین پیش کردیا۔ اور یہہ کہا کہ مین نے ایک شخص کی ایک عرضی لکھدی تھی اوسنے دیئے ہین۔ انھون نے اس قصہ کو آپکے والد صاحب سے بیان کیا۔ انھون نے جواب دیا کہ مجھے پہلے سے یقین ہو کہ "یہی لڑکا ہمارا سعادتمند اقبالمند فخرخاندان ہوگا"۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب کے آئیندہ زندگی کے حالات نے اونکے والد ماجد کی اس پیشین گوئی کو سچا ثابت کردیا۔ لیکن اس ہونہار لڑکے کے عروج کا زمانہ اونکے والد مرحوم کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اور وہ وسط ۱۸۶۶ء مین جبکہ ڈپٹی صاحب کی عمر ۱۶ برس کی تھی آپ کو حالت تدریس مین چھوڑکر اس دنیا سے چلدیئے۔ اس بے وقت موت نے ہمارے ڈپٹی صاحب کی تعلیم کو ادھورا چھوڑدیا۔ ورنہ ضرور ڈپٹی صاحب بہادر کا شمار ہمارے شہر کے علمائے کامل مین ہوتا۔

---

† یہہ اس ہونہار شخص کی پہلی کمائی تھی۔

ڈپٹی صاحب کی شادی اور اولاد

دولہا بنا ہے شاہ گل دھوم دھام سے
شادی رچی ہوئی ہے عروس بہار کی

سنہ ۱۲۸۱ھ کا زمانہ وہ مبارک زمانہ تھا جسمین ڈپٹی صاحب کے والد والا شان مولوی جمال الدین حسن خان بہادر نے آپکو سلسلہ ازدواج مین منسلک کرنا چاہا۔ خاندان* روسا شیخوپور مین شیخ غلام احمد صاحب کے یہان یہ نیا رشتہ قایم ہوا۔ یہ شادی ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۱ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوسوقت عیسوی سنہ ۱۸۶۵ کا پانچوان مہینہ تھا۔ لوگون کا بیان ہے۔ براتی اسقدر کثرت سے گئے تھے کہ گاڑیون کی قطار کا ایک سرا بدایون تھا اور ایک شیخوپور۔ جو بدایون سے تین میل ہے۔ شادی سے ۲ برس بعد تاریخ ۲۰ مئی ۱۸۶۸ع یعنی ۲۹ صفر ۱۲۸۵ھ کو ڈپٹی صاحب کے مشکوے معلے مین صاحبزادہ پیدا ہوئے اور اوسکے تین برس بعد ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ھ یعنی ۲۹ مئی ۱۸۷۴ع کو بمقام موٹرانی پور ضلع جھانسی لڑکی پیدا ہوئی۔ آپکے یہی دو اولادین ہوئین جو اسوقت تک جی و قایم ہین۔ صاحبزادہ صاحب× ماشاء اللہ ہوشیار تعلیم یافتہ نوجوان ہین اور لڑکی بھی صاحب اولاد ہے۔ اوسکی شادی ڈپٹی صاحب نے اپنے ہی معزز خاندان مین کی اور اس اختر کو اپنی فرزندی مین لیا۔ مو ضلع جھانسی مین جب ڈپٹی صاحب وہان نائب تحصیلدار تھے ملازمت کی۔ ابتدائی زمانے مین دوسرا محل آباد ہوا۔ یہ بی بی ابھی موجود ہین مگر لا ولد۔

ڈپٹی صاحب کی ملازمت

دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی
ہان کچھہ نہ کچھہ تلافی مافات چاہیے

---

* یہ خاندان شیوخ فاروقی کا ہے جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین۔

× انکا نام محمد وحید الدین ہے۔ علیگڈھ محمڈن کالج مین تعلیم پائی ہے۔ متاہل ہین۔ مگر ملازمت سرکاری مین ابتک داخل نہین ہوسے ہین۔

جب ڈپٹی صاحب کے معزز باپ کا سایہ جنہوں نے بطور ڈپٹی کلکٹر کے گورنمنٹ کی ملازمت مین رہکر نہایت عزت پیدا کی تھی اونکے سر پر سے اوٹھگیا۔ اوس کے پانچ چھ مہینہ کے بعد آپکو بھی سرکاری ملازمت کا شوق پیدا ہوا کہ اپنے والد مرحوم کی طرح سے برٹش حکام کی نظرون مین امتیاز حاصل کرین۔

شروع ۱۸۶۷ء مین مکتب اور مدرسہ کو خیرباد کہکر آپ نے جھانسی جانے کا جہان اوسوقت ایک صاحب بہادر اونکے بزرگ باپ کے شناسا اور قدردان موجود تھے ارادہ مصمم کرلیا۔ گو اوسوقت گھر والون کی یہ رائے نہین تھی کہ اس عمر مین آپ اسقدر دور دراز سفر اختیار کرین کیونکہ جھانسی کو اسوقت ریل نہ تھی۔ بلکہ منزل بمنزل بیل گاڑی وغیرہ کی سواری مین جانا ہوتا تھا لیکن وہ اولوالعزمی جو انکی پیشانی کے ساتھ خدا نے انکی نیچر مین ودیعت کی تھی انھین مجبور کررہی تھی اور انکا شوق متقاضی تھا کہ جلد شاہی ملازمت کے سلسلہ مین داخل ہوکر ملک اور قوم مین نیک نامی حاصل کرین۔ ایک چھوٹی سی گاڑی اور خوبصورت نوعمر چھوٹے بیلون کی جوڑی معمولی سواری کے واسطے مکان پر موجود تھے اوسپر سوار ہوکر نظر بخدا جھانسی کی طرف چلدیئے۔ ضرورت کی چند معمولی چیزین ساتھ مین لین اور ایک پرانے ملازم کو رفیق بنایا۔ منزل بمنزل راستہ طے کرتے ہوئے پندرہ دنمین جھانسی پہونچے۔ مسٹر ای۔ جے جنکنسن سے جو اسوقت مین جھانسی کے ڈپٹی کمشنر تھے ملکر نوکری کی خواہش ظاہر کی۔ صاحب موصوف آپکے والد مرحوم ڈپٹی جمال الدین حسین صاحب کی خدمات اور آپکے خاندان سے خوب واقف تھے انھون نے آپکو تھوڑے ہی دنون کے بعد موقع پاکر ۶ مارچ ۱۸۶۷ء کو نائب تحصیلداری عطا کردیا اور کہدیا کہ جگہہ اوس معزز عہدہ پر پہونچنے کی جسپر تمہارا باپ تھا پہلی سیڑھی ہے اگر تم لیاقت اور محنت سے کام انجام دوگے تو بہت جلد اپنے باپ کی طرح ڈپٹی کلکٹری کے معزز عہدے پر پہنچ جاؤگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

نائب تحصیلداری کا پروانہ پاکر ہوئے تو اپنے دلمیں خوش لیکن اب یہہ فکر سر پر سوار ہوئی کہ کام عدالت سے محض نابلد کام کس طرح چلیگا۔ واقعی جو شخص مکتب سے اٹھاکر نائب تحصیلداری یا تحصیلداری کی کرسی پر بٹھادیا جاوے وہ کچہری کا کام اس عمدگی اور خوش اسلوبی سے ہرگز نہیں کرسکتا جسطرح سے ڈپٹی صاحب بہادر نے کیا۔ تحصیل مئو میں جو جہانسی کا حصہ ضلع ہے تعیناتی ہوئی۔ خدا کارساز کے بھروسہ پر مئو پہونچکر اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ اور اپنی ذہانت و فراست سے کام کرنا شروع کردیا۔ تحصیلدار صاحب انکی صورت دیکھکر سمجھے تھے کہ یہ صاحبزادے صاحب کیا خاک کام کرینگے۔ لیکن ہفتہ عشرہ ہی کے بعد انہوں نے کہدیا کہ ہمارا نائب تحصیلدار نہایت لایق و سمجھدار ہے۔ اور رفتہ رفتہ تحصیل کے وہ سب کام جو ہر تحصیلدار اپنے معتمد اور لائق نائب تحصیلدار پر چھوڑ سکتا ہے آپ پر چھوڑ دیے۔ اور حکام ضلع بھی آپکو لایق و قابل سمجھکر ذمہ داری کا سب کام آپ ہی کے سپرد کرنے لگے چنانچہ جب مولوی محمد حسن علی صاحب تحصیلدار کی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے تحصیل مئو کا مطالبہ آبکاری و مسکرات وقت پر وصول نہیں ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے بطور خاص اس کام کیلئے بذریعہ پروانہ مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۸[illegible]ء آپکو لکھا۔

اُس خاص کام کے واسطے ہم آپکو ذمہ دار کرتے ہیں کہ آپ وصول مطالبہ سرکار میں بخوبی ساعی رہو کسی طرح نقصان نہ ہونے پاوے۔ سال گذشتہ میں صرف بباعث غفلت مولوی محمد حسن صاحب وصول اقساط آمدنی آبکاری و مسکرات میں توقف و نقصان ہوا ہے۔ اس زمانہ میں جو ایک مشہور قحط عالمگیر ہو رہا تھا اُسکا انتظام آپ نے نہایت توجہ اور کوشش سے کیا۔ حالت نائب تحصیلداری مئو کی ایک حکایت لکھنے کے لایق ہے کہ ایک روز منشی گوپال راؤ صاحب تحصیلدار نے کسی عملہ سے یہ بات کہی کہ "ہمارے نائب تحصیلدار صاحب جنکے دو بیبیاں ہیں سرکاری کام پر بہلا کیا محنت کرسکتے ہیں" مشتہرہ شدہ یہ خبر آپکے کان میں پہونچی۔ آپ دوسرے دن صبح کو جب تحصیل آنے لگے تو مکان پر حکم دیدیا کہ ہماری چارپائی اور بستر آج تحصیل پہونچ جائے اور دوپہر اور شام کا کھانا وہیں آئے۔

چنانچہ دوپہر کا کھانا بھی وہیں پہونچا اور چارپائی و بستر دوپہر سے پہلے وہیں آگیا۔ پہرہ کو تحصیل

صاحب کو معلوم ہوا کہ پیشکار صاحب کا بستر وغیرہ آیا ہی تحصیلدار صاحب فوراً آپ کے پاس آے اور ہنسکر کہنے لگے کہ نایب صاحب پلنگ اور بستر آج یہان کیون منگوایا ہی۔ جواب دیا کہ لوگون کا خیال ہی کہ بیسے یہہ کام نہین ہوسکتا۔ اسواسطے مین انکو دکہلادونگا کہ محنت اسکو کہتے ہین اور کام اسطرح ہوتا ہی اور یہہ بہی کہا کہ جب ہمارے افسر کی یہی خوشی ہی تو ہمین اوسکی رضامندی ضرور ہی۔ تحصیلدار صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہہ خیال نہین۔ نہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ تم یہان رہو۔ اور فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا کہ پلنگ بستر نایب صاحب کے مکان پہونچا دو۔ اسیوقت سے تحصیلدار صاحب لوگون سے کہنے لگے کہ یہہ لڑکا بڑا ہونہار معلوم ہوتا ہی۔ آخر اکتوبر ۱۸۹۸ء مین اس تحصیل اور اس ضلع سے ضلع للت پور کا تبادلہ ہوگیا اسوقت سب ڈویژنل افسر ہو چکے۔ **وی اسٹرٹ** صاحب بہادر نے آپکی علیحدگی پر نہایت افسوس کیا۔ صاحب بہادر موصوف نے اپنی تحریر مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء مین آپکی نسبت اپنے خیالات اسطرح ظاہر فرمائے ہین۔

"مین حمید الدین نایب تحصیلدار سے بذاتہٖ چار برس سے واقف ہون اوسکو مسٹر جنکنس ڈپٹی کمشنر نے نایب تحصیلدار مقرر کیا تہا اور شروع ۱۸۹۶ء مین تحصیل مئو مین تعینات کیا تہا وہ قدرتی طور پر ہوشیار اور ذہین نوجوان شخص ہی اور اپنے کام سے خوب وقفیت حاصل کر لی ہی قحط گذشتہ مین کار قحط کی نگرانی مین اسنے اپنے کو نہایت مفید ثابت کیا۔ اسکے والد مولوی جلال الدین محکمہ بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر تھے اور وہ بوجہہ دیانت اور عمدگی کام کے ممتاز تھے۔ مین اوسکے والد کے خیال سے اوسکی ترقی چاہتا ہون اور امید کرتا ہون کہ وہ اس محکمہ مین جسمین کہ وہ ہی کامیابی حاصل کریگا۔"

تحصیل مئو کا چارج چہوڑکر آخر اکتوبر مین للت پور پہونچے ۹ ماہ کے قریب وہان رہے۔ ۲۰ جولائی ۱۸۹۹ء کو پہر مئو ضلع جہانسی کی تبدیلی ہوگیی۔ للت پور کے ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر ڈیوڈسن نے اس تہوڑے سے عرصہ مین آپکی نسبت یہہ رائے قایم کی۔

مین تہوڑا سا تجربہ اس شخص کی نسبت رکہتا ہون۔ لیکن جہانتک مین نے اسکے حالات دیکہے مین نے اسکی وقفیت کی وجہسے جو اسکو اپنے کام سے ہے اور اسکے اوپر شوق کو دیکہکر جو اسکو اپنے کام کرنے کا ہے نہایت مہربانی کی رائے قایم کی۔“

۱۱ ستمبر ۱۸۷۲ء کو آپ نے مسٹر آر ایم اڈیوارڈس کمشنر قسمت جہانسی کو یہہ درخواست دی کہ مجہے تحصیلدار بنا دیا جاوے۔ کمشنر صاحب بہادر نے اس درخواست کو نامنظور نہین کیا بلکہ اوسپر نہایت مہربانی کا حکم تحریر فرماکر اوسکو واسطے تجویز کے ڈپٹی کمشنر ضلع جہانسی کے پاس بہیجا۔ اوس حکم کا یہہ خلاصہ ہے

کہ یہہ شخص بدایون کے ایک نہایت ہی باعزت اور معزز خاندان سے ہے اور سایل کا باپ مین یقین کرتا ہون اسٹاف کا ایک نہایت عمدہ ملازم (ڈپٹی کلکٹر) تہا۔ یہہ نوجوان شخص ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تحصیلداری پر مقرر ہونے کے واسطے نہایت کم عمر ہے۔“

۲ ستمبر ۱۸۸۱ء کو منشی کنہیا لال تحصیلدار مئو کے انتقال کی وجہ سے تحصیلداری خالی ہوئی جسپر آپ تین ماہ تک بطور قایم مقام کام کرتے رہے۔ ۹ دسمبر کو بحکم صاحب کمشنر بہادر پنڈت کرشن راؤ جو اسوقت سپرنٹنڈنٹ مال ضلع للت پور کے تہے تحصیلداری مئو پر تعینات ہوئے۔ آنکی جگہہ کیواسطے مسٹر جان کوئین ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے آپکی سفارش کی گو اس انتظام مین ضلع للت پور کے عہدہ دارون کا حق تہا کہ انکو ترقی ملے۔ لیکن صاحب کمشنر بہادر نے خاص طور پر بوجہہ قابلیت اور اعلے لیاقت ڈپٹی صاحب بہادر کے ڈپٹی کمشنر جہانسی کی رپورٹ کو منظور کیا۔ ڈپٹی کمشنر جہانسی نے اپنی رپورٹ مین آپکو صرف سررشتہ داری پر ترقی دینے کی سفارش نہین کی تہی۔ بلکہ یہہ بہی خواہش ظاہر کی تہی کہ یہہ شخص للت پور کو جہان جگہہ خالی ہے نہ بہیجا جاوے۔ بلکہ ضلع جہانسی کا سپرنٹنڈنٹ مال بنایا جاوے۔ اس موقع پر ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جہانسی کی چٹہی نمبری ۶۷۹ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۱ء موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت جہانسی کا ترجمہ بطور انتخاب کے لکہتے ہین جس سے ظاہر ہوگا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے

اُسوقت ہمارے ڈپٹی صاحب کی سفارش سررشتہ داری کے واسطے کیسے زوردار الفاظ مین کی تھی اوس چٹھی کے الفاظ یہ ہین۔

اُسواسطے مین نہایت دلی خواہش سے سفارش کرتا ہون۔ کہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہہ جو کرشن راؤ کی جگہہ پانے سے خالی ہوئی ہے۔ حمید الدین کو دیجانا چاہیے۔ یہ عہدہ دار جمال الدین حسن کا جس نے بطور ڈپٹی کلکٹر محکمہ بندوبست کے بہ ماتحتی مسٹر جنکسن صاحب عمدہ خدمات کی ہین لڑکا ہے۔ اسوقت وہ سو مین پچاس روپیہ کا نائب تحصیلدار ہے۔ اور ایک ہونہار اور ذہین عہدہ دار ہے۔ اور ہر طرح ترقی کا سزاوار ہے۔ مجھے سفارش کرنا چاہیے کہ وہ اسی ضلع مین رکھا جاوے۔ جہان کہ وہ سب سے زیادہ کار آمد ہوگا۔"

آخر جون ۱۸۶۳ء مین اسی ضلع کے سابق سررشتہ دار سید عبد اللہ خان جنکا تنزل نائب تحصیلداری پر ہوگیا تھا۔ بحکم حکام عالی مقام صاحبان بورڈ مال اپنے عہدہ سررشتہ داری پر بحال ہوگئے۔ اور انکی بحالی کا اثر ڈپٹی صاحب پر پڑا۔ یعنی ڈپٹی صاحب اپنے اصلی جگہہ نائب تحصیلداری موپر واپس گئے لیکن اسوقت بجائے درجہ سویم کے درجہ اول کی نائب تحصیلداری دی گئی۔

ہم کہہ سکتے ہین کہ حکام جن جنکی ماتحتی مین آپ نے سررشتہ داری کی آپ سے خوش رہے۔ اور وہ آپ پر اوس سے زیادہ اعتماد رکہتے تھے۔ جتناکہ ایک معمولی ہندوستانی پر یورپین حکام رکہتے ہین۔

جسوقت آپ سید عبد اللہ خان کو چارج دیکر اپنے عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوئے۔ اسوقت مسٹر ڈیوڈسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جہانسی تھے۔ انہون نے ۲ جولائی ۱۸۶۳ء کو جو یادداشت آپکو دی اُسکا ترجمہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

حُمید الدین نائب تحصیلدار ستمبر ۱۸۶۲ء مین اس ضلع کا ریونیو سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا تہا۔ لیکن اب بوجہ بحالی عبد اللہ خان کی جو بحکم صاحبان بورڈ مال ہوئی۔ حمید الدین اپنے اصلی عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوتا ہے۔ اُسکے سررشتہ داری کا کام قابل اطمینان کیا اور مین خیال کرتا ہون کہ جب مناسب موقع ہو وہ ترقی کا پورا مستحق ہوگا

اب ڈپٹی صاحب اپنی نائب تحصیلداری کا کام بدستور تحصیل مؤ میں کرنے لگے لیکن حاکم ضلع تھوڑے دنوں کے تجربہ کی بدولت آپکی لیاقت اور قابلیت کے ایسے فریفتہ تھے کہ انکو بغیر آپ ایسے سررشتہ دار کے چین کہاں تھا۔ ۱۸۷۳ء میں پھر موقع ہاتھ آیا یعنی عبید اللہ خان سپرنٹنڈنٹ مال تھوڑے دنوں کے واسطے جالون کی تحصیلداری پر بھیجے گئے۔ اب سررشتہ داری پھر خالی ہوئی۔ فوراً ہی ۲۰ نومبر ۱۸۷۴ء کو آپ کے پاس پروانہ پہونچا کہ تم سررشتہ دار نایب مقام مقرر ہوئے۔ اس زمانہ نائب تحصیلداری کی کارگذاری کی نسبت مسٹر جی۔ یو۔ ایبٹسن اسسٹنٹ کمشنر و حاکم حصہ ضلع مؤ اپنی تحریر مورخہ ۴ جنوری ۱۸۷۵ء میں لکھتے ہیں۔

"حمید الدین نائب تحصیلدار ایک ذہین اور محنتی افسر ہے۔ جب میں مؤ میں قایم مقام تھا اسنے بہت اچھا کام کیا۔"

اب ڈپٹی صاحب پھر سررشتہ داری کے معزز عہدے پر نظر آنے لگے۔ اور اس مرتبہ پانچ مہینے ریونیو سپرنٹنڈنٹ کے نازک اور مشکل کام کو نہایت محنت ایمانداری ولیاقت سے انجام دیا۔ چنانچہ مسٹر ڈیوڈسن ڈپٹی کمشنر کا ریمارک مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۷۵ء ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"حمید الدین نے پھر ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہہ پر اس تاریخ سے پہلے تقریباً پانچ مہینے تک قایم مقامی کی اور اوسنے اپنا کام نہایت عمدگی سے کیا۔"

مدت معینہ گذرنے پر پھر تحصیل مؤ کی پیشکاری پر تشریف لے گئے اور اپنا کام محنت و دلچسپی کے ساتھ کرنے لگے جسطرح کہ ہمیشہ کرتے تھے۔ بالآخر ۱۳ ستمبر ۱۸۷۶ء کو مستقل طور پر جالبسی کر ریونیو سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوگئے۔ مسٹر پورٹر اور مسٹر جی۔ اے ڈیمس۔ ڈپٹی کمشنر نے جو اسوقت بورڈ آف ریونیو کے ممبر ہیں آپکے کام سررشتہ داری کی نسبت جو ریمارک دیئے ہیں انکا ترجمہ یہ ہے

ترجمہ ریمارک جے۔ ایس۔ پورٹر اسکوائر مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۷۸ء

"ایک بہت تیز پڑھنے والا اور سب سے زیادہ ذہین اور شریفانہ طبیعت کا آدمی ہے ٹھیک ویسی نمونہ کا جیسا کہ تحصیلداری کے واسطے درکار ہے۔ وہ مؤ میں نائب تحصیلدار تھا اور

تحصیلداری کا کام بھی کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ تحصیلداری کی پہلی جگہہ کے واسطے اوسکو نامزد کرون"

ترجمہ ریمارک مسٹر جی۔ ایڈمس صاحب بہادر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۹ء

"یہہ بڑی لیاقت کا آدمی ہے اور نہایت محنت سے کام کرتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ وہ نہایت عمدہ تحصیلدار بنیگا۔ مین اوسکی ترقی کی سفارش کرتا ہون۔"

اور جوزیف ڈیبس۔ اسکوتر نے جو تھوڑے دنون کے لیئے ڈپٹی کمشنری جہانسی پر آ ئے تھے۔ ۵ اگست ۱۸۸۰ء کو آپکی نسبت اپنا خیال اسطرح ظاہر فرمایا ہے۔

"مین خیال کرتا ہون کہ حمید الدین ایک نہایت عمدہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ اور ایک عمدہ تحصیلدار ہوگا"

مسٹر ایڈمس صاحب کو اپنی تحریر مذکورہ بالا لکہنے کے آٹھ ہی مہینے کے بعد آپکو تحصیلدار بنانے کا موقع ملا۔ اور انھون نے ۱۶ دسمبر ۱۸۷۹ء کو بطور قایم مقام تحصیلدار کے تحصیل گروٹھا ضلع جہانسی کو بھیجا۔ چنانچہ چار مہینے تک قایم مقامی کی اور بہت اچھی کی۔

اس قایم مقامی کے بعد یہہ صاحب ممدوح نے یہہ یادداشت اپنی مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۱ء عطا فرمائی اوس سے ظاہر ہے کہ ڈپٹی صاحب بہادر مین تحصیلداری کی کیسی قابلیت تھی۔ اور انھون نے تحصیلداری کا کام کیسا کیا۔ مسٹر ایڈمس لکھتے ہین کہ۔

"حمید الدین سب سے اعلےٰ لیاقت کا سپرنٹنڈنٹ مال ہے اور اوس تھوڑے عرصہ مین جب یہہ تحصیلدار رہا اسنے نہایت عمدہ کام کیا۔ وہ پورے طور پر ترقی کے لایق ہے۔"

وسط ۱۸۸۰ء مین مسٹر پورٹر ضلع جہانسی سے تبدیل ہوکر ضلع شاہجہانپور آگئے تھے۔ ڈپٹی صاحب بہادر کی نسبت ضلع جہانسی مین جو آخری ریمارک مسٹر پورٹر نے دیا تھا وہ اونکی ۱۷ اپریل ۱۸۸۰ء کی تحریر ہے۔ اور جسکا ترجمہ ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔ اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب موصوف ڈپٹی صاحب کی قابلیتون کا نقش جہانسی سے اپنے دل پر شاہجہانپور لے گئے تھے۔ یہی وجہہ تھی کہ ضلع شاہجہانپور پہونچکر بھی وہ آپکو بھولے نہین۔ آخر جولائی ۱۸۸۱ء مین موقع پاکر صاحب بہادر نے آپکو ضلع شاہجہانپور مین تحصیلداری پر بلالیا اور ۱۲ اگست ۱۸۸۱ء کو تحصیل تلہر مین بجائے پنڈت موہن لال کے جو ڈپٹی کلکٹری پر گئے تھے تعیناتی ہوئی۔ تحصیلداری پر نامزد

کرتے وقت جو ریمارک مسٹر پورٹر نے لکھا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے۔

"یہ شخص جلال الدین حسن سابق ڈپٹی کلکٹر بند وبست جہانسی کا لڑکا ہے اور شیخ شرف الدین آنریری مجسٹریٹ بدایون سے اسکی رشتہ داری ہے۔ اسکو مسٹر جنکنس نے نائب تحصیلدار مقرر کیا تھا اور اس جگہہ پر اوسنے نو سال تک کام کیا۔ مال کی سررشتہ داری کی اور سات مہینہ قایم مقام تحصیلدار رہا۔ وہ علاوہ اطوار کے بڑی لیاقت اور تجربہ کا آدمی ہے۔ ہر حاکم نے جسکی ماتحتی مین اوسنے کام کیا ہے اوسکی تعریف بڑے زور کے ساتھ کی ہے۔ اوسنے تحصیلداری کا امتحان اکتوبر ۱۸۷۸ء مین پاس کیا ہے۔"

ہمارے ڈپٹی صاحب اول تحصیلداری تلہر پر چند روزہ قایم مقام رہے ۲۰ اپریل ۱۸۸۱ء سے بموجب حکم صاحبان بورڈ نمبری ۱۸۸۲ء مورخہ ۸ جون ۱۸۸۲ء موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت روہیلکھنڈ تقرر ڈپٹی صاحب کا اسی جگہہ پر اور اسی سلسلہ مین بطور پرویشنری تحصیلدار کے ہوا۔

بموجب نوٹیفکیشن نمبری ۲۵۸ مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۸۳ء مجسٹریٹی درجہ سوم کے اختیارات عطا ہوے۔ مارچ ۱۸۸۴ء مین ڈپٹی صاحب بہادر تحصیلداری درجہ چہارم پر مستقل ہوے۔ سالانہ رپورٹ ۱۸۸۲-۸۳ء ضلع شاہجہانپور مین مسٹر پورٹر نے آپکی نسبت لکھا ہے کہ۔

"اوسنے بطور اس صوبہ کے سب سے عمدہ تحصیلداری کی۔ اپنی نیک نامی قایم رکھی۔"

اپریل ۱۸۹۸ء تک آپ تحصیلدار رہے اور زمانہ تحصیلداری مین سوائے تحصیل تلہر کے کسی دوسری تحصیل یا دوسرے ضلع کو تبدیل نہین ہوے۔ کیونکہ حکام نے انکو وہان سے ہٹانے کی ضرورت سمجھی۔ نہ کبھی رعایا نے ایسی خواہش کی۔

آپ کے جانے پر رعایائے تلہر کو جو افسوس ہوا ہے اوسکو دیکھنے والا دل خوب جانتا ہے

حکام کا جیسا خیال آپکی نسبت آپ کے زمانہ تحصیلداری مین رہا وہ ضلع کی سالانہ رپورٹون مین موجود ہے ہم بخوف طوالت ہرسال کی رپورٹ کا انتخاب لکھنے سے معذور ہین۔ ۱۸۸۴-۸۵ء کی رپورٹ مین جو فقرہ منجملہ درج ذیل تحصیلداران کی نسبت کلکٹر صاحب شاہجہانپور نے لکھا ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضلع کے کل تحصیلداران

میں ہمارے ڈپٹی صاحب کلکٹر ضلع کی نظروں میں کیسے ممتاز تھے۔

رپوٹ کا وہ فقرہ یہ ہے

"سب تحصیلدار عمدہ کام کرتے رہے۔ خاصکر سب سے زیادہ عمدہ منشی حمید الدین تحصیلدار تلہر"

۱۸۸۶ء میں جب انکم ٹکس کی تشخیص اضلاع مغربی شمالی اودھ میں اول اول ہوئی تھی۔ تو ضلع شاہجہانپور میں اس کام کے واسطے آپ ڈپٹی کلکٹر منتخب ہوئے یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کو تحصیلدار صاحب کی بجائے لوگ ڈپٹی صاحب کہنے لگے۔

۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء سے ۵ جولائی ۱۸۸۶ء تک قایم مقام ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے اور یہ کام نہایت ایمانداری اور محنت سے تمام کیا۔ ۱۸۸۵-۸۶ء کی سالانہ رپورٹ ضلع شاہجہانپور میں ڈپٹی صاحب کی اس کارگذاری کا تذکرہ صاحب ضلع نے اس طرح کیا ہے

"حمید الدین تحصیلدار نے اس سال سوائے تین ماہ کے (۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء سے لغایت ۵ جولائی ۱۸۸۶ء) تلہر کی تحصیلداری کا کام کیا۔ اور ان تین ماہ میں وہ اس ضلع کے ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے ایام تحصیلداری میں بدستور عمدہ کام کرتے رہے اور بحالت ڈپٹی کلکٹری انہوں نے جو تشخیص ٹکس کی کی وہ عمدہ اور کامل تھی۔"

تلہر میں جتنے دنوں تحصیلدار رہے میونسپل کمیٹی تلہر کے سکرٹری بھی رہے۔ میونسپلٹی کا کام بڑی دلچسپی اور توجہ سے کیا۔ پبلک کا فایدہ ہر وقت مدنظر رہا۔ ترقی تعلیم کا بہت خیال تھا۔ مدرسہ تحصیلی تلہر کے ہیڈ ماسٹر منشی چھن لال نے جو تصانیف آپ کے زمانہ تحصیلداری میں لکھیں اشاعت آپ ہی کے انکریجمنٹ (ترغیب دلانا) سے ہوئی جیسا کہ ان کتابوں کے ٹائیٹل پیج بتلا رہے ہیں۔ تلہ میں ہال تحصیل تلہر واقع ہے ایک یادگار آپ ہی کے وقت کو یاد دلا رہی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو رفاہ عام کے کاموں سے بہت دلچسپی تھی۔ قدرتی ۱۸۸۷ء میں حضور قیصرہ ہند کی جوبلی (جشن حکومت پنجاہ سالہ) کی خوشی تمام ہندوستان میں

ہال تلہر سے تبدیل ہونے کے وقت اسکی ابتدا کو آپ نے باہتمام چھوڑا انتہا بعد کو مکمل ہوئی۔

منائی گئی تھی - اوس موقع پر قصبہ تلہر مین بھی ایک عالیشان جلسہ منعقد ہوا تھا - اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ مین اعلی درجہ کی وفاداری کا جوش موجود تھا - اس جلسہ مین مسٹر لوپر صاحب کلکٹر ضلع و دیگر یورپین حکام نے قدم رنجہ فرماکر آپ کی محنت اور کوشش کی اچھی طرح داد دی -

آپ کے زمانہ تحصیلداری مین وہ سال بھی گذرے ہین جبکہ تین سال متواتر رام لیلا اور عشرہ محرم ایک ساتھ پڑے تھے اور ہندو مسلمانون کے خیالات مین مذہبی نفاق نے کچھ برہمی پیدا کردی تھی - اسوقت آپ نے نہایت ہوشیاری اور دلجوئی کے ساتھ امن قایم رکھا اور بتّا بھی نہ کھڑکا -

۵ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کے بعد آپ کی ڈپٹی کلکٹری کا زمانہ شروع ہوتا ہی - یعنی تحصیلداری تلہر سے لوکل گورنمنٹ نے آپ کا انتخاب ڈپٹی کلکٹری کے لیے کیا اور بلندشہر کے بندوبست مین تعینات ہوے - یہان کا بندوبست کوئی معمولی بندوبست نہ تھا - بلکہ یہہ بندوبست مسٹر اسٹوکر صاحب (مہتمم بندوبست) کے نام کے ساتھ تمام ضلع بلندشہر بلکہ گردونواح مین زمینداروں کے سامنے ایک ڈراونی تصویر پیش کر رہا تھا -

اس ضلع مین زیادہ تر دیہات تعلقہ دارون اور بڑے والے زمیندارون کے قبضہ مین ہین - اور وہ اسوقت کاشتکارون کے حقوق کا اپنی اندرونی کارروائیون سے خون کر رہے تھے - اکثر جگہہ زمیندارون نے وہ مثل کی تھی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یعنی جمعبندی سرکاری مین کچھہ لگان اسامیون پر درج تھا اور واقعی وصول کچھہ ہوتا تھا - موروثیت اور غیر موروثیت کی گتھیان کچھہ ایسی پڑی ہوئی تھین - انکا سلجھانا کوئی آسان کام نہ تھا - لیکن ڈپٹی صاحب بہادر نے اس کام کو نہایت خوش اسلوبی اور دیانتداری سے کیا - ڈپٹی صاحب کو صدآفرین کہ بلندشہر ایسے زرخیز ضلع کے بندوبست مین دیانتداری کو قایم رکھا - اور انکا قدم رہ راست سے نہ ڈگمگایا -

اونکی حسن کارگذاری اور ایمانداری کی تصدیق مسٹر اسٹوکر صاحب مہتمم بندوبست کی تحریرون سے جو انھون نے آپ کی نسبت لکھی ہین بخوبی ہوتی ہی - جو ذیل مین درج ہین -

ترجمہ انتخاب رپوٹ سالانہ بندوبست بلندشہر بابتہ سنہ ۹۶-۱۸۹۵ء

منشی حمید الدین نے جسوقت چارج لیا کام دورہ کا قریب الختم تھا لیکن انکو بہت کل

حصہ ملا اور انھون نے اوسکے انجام مین نہایت شوق ولیاقت ظاہر کی"

ایضاً بابتہ سنہ ۸۹-۱۸۸۸ء

"منشی حمید الدین نے اس سال مین نہایت سرگرمی اور کامیابی کے ساتھہ کام کیا وہ ایک نہایت عمدہ اور دیانت دار جوڈیشل آفیسر ہین۔

عاملانہ کاروائی مین اونکا بڑا تجربہ اونکو ہر کام مین سب سے زیادہ کارآمد اور لائق بناتا ہے"

ایضاً بابتہ سنہ ۹۰-۱۸۸۹ء

"منشی حمید الدین نے اپنا کار متعلقہ ختم کرکے ۲۶ اپریل کو اس محکمہ کو چھوڑا وہ مثل پچھلی سالون کے ویسے ہی اعلیٰ لیاقت کے ساتھہ کام کرتے رہے۔ اُنھون نے قابلیت۔ محنت۔ اور دیانت داری کے ساتھہ کام کیا۔ مین نے اونکی عدالتی تجویزین بے عیب اور اچھی طرح سے مدلل پائین۔ زمیندارون اور کاشتکارون کے باہمی معاملات مین نہایت ہوشیاری اور دانائی دکھلائی۔ مین اسبات سے خوش ہون کہ اس قابل آفیسر کی سفارش صاحبان بورڈ سے کرنے کے قابل ہون۔"

ترجمہ انتخاب اخیر رپوٹ بندوبست بلند شہر

"منشی حمید الدین کے پاس بہت سا کام تصدیق اور مقدمات کا تھا جسکو اُنھون نے بہت اچھی طرح کیا۔ اُنھون نے کاغذات کی تصحیح اور تصدیق مین بڑی قابلیت دکھلائی۔ اونکا عدالتی کام نہایت ہوشیاری صحت اور غور کے ساتھہ تھا۔"

ڈپٹی صاحب نے بندوبست بلند شہر مین دو سال تک کام کیا اور اسی عرصہ مین جب شیخ بشارت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر ماہ فروری سنہ ۱۸۹۰ء مین رخصت پر گئے تھے تو اسی ضلع مین ایک ماہ کے واسطے ضلع کا کام بھی آپ کے سپرد ہو گیا تھا۔ لیکن اوسیکے ساتھہ اپنا بندوبست کا معمولی کام بھی کرتے رہے۔

اسی مہینے مین بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۳۴۹ مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۰ء اختیارات مجسٹریٹی درجہ

دوم ظاہر ہے۔ اور ۲۶ اپریل ۱۸۸۹ء کے گورنمنٹ آرڈر نمبری ۱۶۶۶ کے بموجب بندوبست بلندشہر سے بنارس کو ضلع کے کام پر تبادلہ ہوا۔ بلندشہر چھوڑنے وقت آپ نے مسٹر **ٹی۔ اسٹوکر** سے ملاقات کرنا چاہی لیکن صاحب بہادر بوجہ علالت طبع اسوقت نہ مل سکے۔ جسکا خود صاحب موصوف کو افسوس ہوا۔ جیسا وہ اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء موسومہ ڈپٹی صاحب بہادر مندرجہ ذیل میں تحریر فرماتے ہین۔

ڈیر مولوی حمید الدین۔ مجھے افسوس ہے کہ جسوقت آپنے بلندشہر چھوڑا میری طبیعت اسقدر علیل تھی کہ مین آپکو نہ دیکھہ سکا۔ اب مین آپکی اُس قابل امداد کا جو مجھے پہلی سالون میں آپ کے عہد ڈپٹی کلکٹری بندوبست مین آپ سے ملی ہے۔ دلی شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ کو چٹھی لکھتا ہون۔ یہان کا کام بھاری تکلیف دہ اور بعض اوقات نازک اور مشکل تھا آپ نے اوسکو نہایت سرگرمی و لیاقت اور دیانت داری سے انجام دیا۔ یہ سب آپکی اور آپ کے ساتھی (پنڈت **راماشنکر** اسسٹنٹ مہتمم بندوبست) کی کوششون کا نتیجہ تھا۔ کہ بہت بڑی اراضی کی تصدیق اور مقدمات کا کام تیزی اور صحت کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔

مین خیال کرتا ہون کہ اگر اس کام کو پہلے بندوبست کے کاغذات سے مقابلہ کیا جائے تو رسی کو ترجیح دیجائیگی۔ مین نے آپکا عدالتی کام ہمیشہ عمدہ رہنے والا پایا جس سے عقلمندی ہوشیاری۔ اور علم ظاہر ہوتا تھا۔ میرا فرض ہے کہ ان سب باتون کے واسطے مین آپکا شکریہ ادا کرون۔ اور کہون کہ آپ نے مستقل ڈپٹی کلکٹری کا استحقاق پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ اُسے بہت جلد پاوینگے۔

مین ہمیشہ آپکی آیندہ ترقی سے شکر گذار ہونگا۔ اور وہ ایمانداری کا کام جو آپ نے یہان کیا ہے تمام عمر یاد رکھونگا۔ مجھے اپنا دوست سمجھیے۔

ٹی۔ اسٹوکر مہتمم بندوبست

بنارس مین پہونچے صرف چار ماہ گذرے ہون گے - ایک روز کہ اگست کا مہینہ قریب الختم تھا - یعنے ۱۹ر اگست ۱۸۹۰ء کو تار پہونچا کہ آپکی تبدیلی بندوبست لبستی کو ہوئی - بندوبست لبستی کا یہہ آخری وقت تھا - آجکلہ وہان ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کی جو بندوبست کے کام سے خوب واقف ہو - ضرورت تھی صاحبان بورڈ نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے آپکا انتخاب کیا - آپ بہ تعمیل حکم جو بذریعہ ٹیلیگرام کے موصول ہوا تھا - فوراً لبستی پہونچے اور بہت بڑے کام کو امید سے کم عرصہ مین ختم کردیا - اسی اثنا مین ضلع اعظم گڈہ کے واسطے دو حاکمون کی ضرورت تھی - اسوقت گو اعظم گڈہ کا بندوبست نہین تھا صرف اسوجہہ سے کہ چند زمینداروں کی نسبت اخفا لگان واقعی کا شبہ ہوا تھا - بتقدیق جمعبندی کی ضرورت تھی اس خاص کام کے واسطے وہی دونون سنجیدہ اور دیانت دار حاکم جنھون نے بلندشہر کے بندوبست مین نیکنامی حاصل کی تھی منتخب کیئے گئے - بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۲۷۲۴ مورخہ ۱۸ر اکتوبر ۱۸۹۰ء آپ اعظم گڈہ بھیجے گئے - اور اس کار خاص سے فراغت پاکر ۲۹ر اپریل ۱۸۹۱ء کو گورکھپور ضلع کے کام پر تبدیل ہوئے - یہان کی آب وہوا کا آپکی تندرستی پر کچھہ ایسا اثر ہوا کہ آپکی طبیعت ناساز رہنے لگی - یہہ وہ سال تھا کہ جسمین آپکو ڈپٹی کلکٹری کے ڈپارٹمنٹل امتحان مین شریک ہونا لابد تھا - لیکن طبیعت کی بدمزگی آپکو ناکامیابی کی ڈراونی صورت دکھارہی تھی - اسوجہہ سے امتحان مین جانے کی ہمت نہ پڑی اور اپنی خدمات سابقہ کو ظاہر کرکے صاحب کلکٹر بہادر ضلع گورکھپور سے درخواست کی کہ میرے استحقاق پر نظر کرکے خاص طور پر میرے امتحان سے مستثنے ہونے کی گورنمنٹ کو رپورٹ کیجاوے -

مسٹر جے - ڈبلو - ہوپس صاحب قایم مقام کلکٹر ضلع نے اس بارہ مین جو رپورٹ کی ہے - اوسکے انتخاب کا ترجمہ یہہ ہے

"مجھے ضرورت نہین ہے کہ مین اوس عمدہ کام کا جو اس سے پہلے مولوی حمید الدین نے کیا ہے ذکر کرون سرٹیفکیٹ منسلکہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ خاص "قابلیت کے ایک لایق افیسر خیال کیئے گئے ہین - وہ تین مہینے سے ضلع کے مقررہ اسٹاف مین شامل

ہین اس عرصہ مین انکا مقدمات کا کام تیز اور بالکل بےعیب ثابت ہوا۔ اور اونکے فیصلے صحیح
اور مختصر ہوتے ہین آجکل اونکے پاس ایک یا دو مشکل مقدمات تھے اونکا فیصلہ اُنھون نے قابل
اطمینان کیا۔ ایک بڑی عمدہ صفت اونکے کام کی یہہ ہے۔ کہ جب اونکو کوئی وقت پیش آتی
ہے تو وہ رائے لینے مین تامل نہین کرتے۔ مجھے اسمین ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ وہ فوجداری
اور مال دونون صیغون مین نہایت آسانی کے ساتھ درجہ اعلے مین پاس کرلیتے لیکن
میری رائے ہے کہ اونکا کیس ایسا ہے کہ جو خاص استثنا کے قابل ہے۔ اور مجھے امید ہے
کہ اوسپر توجہ کیجاینگی۔"

اس زمانے مین مرزاپور مین ایک اخبار پبلک سروس گزٹ جاری تھا۔ جسنے حکام سول سروس
وغیرہ کے حقوق کارگذاری یا اونکی بداعمالیان گورنمنٹ تک پہونچانے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ہر ضلع مین اوسکی
طرف سے ایک معتبر اور لایق کارسپانڈنٹ مقرر تھا۔ جو حکام ضلع کی پوست کندہ کارروائی کی اطلاع اڈیٹر
کو دیتا یا اونکے حقوق پر بحث کرتا تھا۔ چنانچہ اخبار مذکور مین آپکے مستثنے ہونے کے بارہ مین اوسکے گورکھپوری
کارسپانڈنٹ کا مضمون معہ اڈیٹوریل نوٹ کے چھپا ہے جسمین آپکے حقوق پر خوب بحث کیگئی ہے۔ اور آپ کی
دیانتداری کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ اس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ اُن حکام کے کہ جنکی ماتحتی مین آپ
نے کام کیا پبلک کا آپکی نسبت کیسا خیال تھا۔ ہم اُس مضمون کو معہ اڈیٹوریل نوٹ کے بجنسہ نقل
کرتے ہین۔

اڈیٹوریل نوٹ از پبلک سروس گزٹ مطبوعہ ۲۶ اگست سنہ ۱۸۹۰ء

"ناظرین آیندہ کالمون مین ایک مراسلہ دیکھینگے جو ہمارے دوست ن۔ سی کی ہمدردی کا
گورنمنٹ سے قابل لحاظ نوٹ ہے۔ بیشک ایسے تحصیلدار جو تحصیلداری کے ایک واجبی مدت
تک کام کرنے کے بعد بندوبست مین نایب ہون اور پھر ضلع کے کام پر متعین کیے
جائین وہ ضرور گورنمنٹ سے ایک خاص سلوک کے مستحق ہین۔ ہم نے ایک مختصر نوٹ
مین گورنمنٹ کو محکمہ بندوبست پر متوجہ کیا ہے اگر اسپر عملدرآمد ہوا تو ہمارے دوست کو بہت قع

شکایت پھر نہ ملیگا بجب یہ کار تحصیلدار جنکو مال کے کام میں عبور کامل ہو بندوبست کے واسطے منتخب کیے جائیں اور لایق نوجوان تحصیلدار ڈپٹی کلکٹری پر ضلع میں بھیجے جائیں۔ اوس وقت یہہ مشکلات جنمیں لوگوں کو گورنمنٹ پر گرفت کا موقع ملتا ہے۔ بالکل رفع ہوجاینگی۔"

نقل اُس آرٹیکل جسکا حوالہ اس نوٹ مین ہے

"گورنمنٹ مین ایک مودبانہ گذارش"

"اسمین شک نہین کہ جو قوانین اس عہد مین رعایا کے واسطے وضع ہوتے ہیں۔ اونکی بنا انصاف پر ہے اور جو قواعد عمال کے واسطے اُن کی تقرری۔ ترقی۔ پنشن وغیرہ۔ کی بابت ہین۔ وہ ایسے نہین ہین کہ جس سے کسیکی حق تلفی ہو۔ چنانچہ ایک یہہ قاعدہ کہ تحصیلدار جو تحصیلداری کے امتحان مین پاس ہوں۔ اور دس یا اوس سے زیادہ عرصہ کے بعد عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر پہونچین تو وہ درجہ اول کے امتحان سے جو ڈپٹی کلکٹری کے لیئے ضروری ہے مستثنے سمجھے جاینگے اسی پر مبنی ہے کہ ایک تجربہ کار پرانا عہدہ دار اپنے حق سے محروم نرہے۔ مگر ہم نہین سمجھتے کہ ایک تحصیلدار جو سات برس کی تحصیلداری کے بعد بوجہ اپنی لیاقت و دیانت کے منتخب ہوکر کسی بندوبست مین متعین کیا گیا ہو اور وہان اوسے کثرت کار نے امتحان ڈپٹی کلکٹری دینے کا موقع نہ دیا ہو اور اس طرح سے اوسنے بندوبست مین تین سال گذار کر دس برس کی تحصیلدار کی برابر بلکہ اوس سے زاید تجربہ حاصل کیا ہوا ور پھر وہ ضلع کے کام پر تعینات ہوا اور ضلع بھی ایسا کہ جہان کی آب وہوا اور زیادتی کام نے اوسے امتحان مین شامل ہونے سے باز رکہا ہو تو پھر ایسی حالت مین کیا انصاف کا بھی مقتضا ہے کہ وہ امتحان دینے پر مجبور کیا جاے اور درصورت نہ دینے امتحان کے باوجود تجربہ اور لیاقت کے اپنی ترقی سے محروم رکھا جاے۔ ہرگز نہین۔ بلکہ اوسکو ضرور اوسکے تجربہ کا وہی نفع ملیگا جیسا کہ ایک دس برس والا تحصیلدار حاصل کرتا ہے۔ بعینہ یہی حالت اس ضلع مین مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر کی ہے۔ یہہ ایک اعلیٰ درجہ کے لایق اور بیدار مغز حاکم ہین جو سات برس کے تحصیلداری کے بعد بلند شہر کے بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر رہے اور وہان کے زمینداروں اور کاشتکاروں کے نازک معاملات کو نہایت دیانتداری سے طے کیا جس سے کہ صاحبان بورڈ اور نیز گورنمنٹ خوب واقف ہے

اور اس ضلع (گورکھپور) مین بھی اون کے منصفانہ مزاج سے ہر فرد بشر راضی ہے۔ سنا ہے کہ صاحب کلکٹر ضلع نے بھی آپکے امتحان سے مستثنیٰ ہونے کے واسطے رپوٹ کی ہے۔ ہمارے راے مین وہ ضرور قابل لحاظ ہے اور امید ہے کہ وہ نظر انصاف سے دیکھی جائیگی۔ اور ضرور شرف قبولیت پائیگی۔

راقم ن۔ سی از
گورکھپور"

اودہر کلکٹر ضلع کی رپوٹ کمشنر اور بورڈ سے گذرتی ہوئی گورنمنٹ مین پہونچی۔ اودہر اخبار مذکور کا یہ مدلل آرٹیکل گورنمنٹ رپورٹر کے ذریعہ سے لاٹ صاحب بہادر کے سامنے پیش ہوا اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ آرڈر نمبری ۸۰۰۰ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۰ء کے ذریعہ سے آپ مستثنیٰ کیے گئے۔ اور اسی تاریخ گورنمنٹ سے آپکو مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات عطا ہوئے اور قریب سوا برس کے آپ گورکھپور مین رہے۔ بریرٹن صاحب بہادر اور مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس سی۔ ایس کلکٹران نے جو اپنی قیمتی رایین بذریعہ تحریر ظاہر کین انکو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہین۔ لیکن اونمین سے مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس کا ایک فقرہ لکھے بغیر نہین رہ سکتے کیونکہ ایسا فقرہ یورپین حکام معمولی طور پر ہندوستانی ملازمون کے واسطے بہت کم لکھتے ہین۔ صاحب ممدوح نے رپورٹ سال تمام مال بابتہ ۱۸۹۱ء مین ارقام فرمایا ہے۔

"منشی حمید الدین احمد نہایت خوبیون کے آفیسر ہین جو کہ کام کا بہت زیادہ حصہ انجام دیتے ہین اور خوش اسلوبی کے ساتھ مجھے اون کے فیصلون پر بھی بہت بڑا اعتماد ہے۔"

۱۳ نومبر ۱۸۹۱ء کے حکم کے ذریعہ سے آپکا تبادلہ گورکھپور سے ضلع بستی کو ہوا۔ اور مسٹر رابرٹس کلکٹر نے آپکے جانے کا بڑا افسوس کیا اور کوشش کی کہ یہ تبادلہ ملتوی ہوجاوے۔ لیکن کامیابی نہین ہوئی۔ ناچار ڈپٹی صاحب ضلع بستی کو تشریف لے گئے۔ بستی کی آب وہوا انہین راس نہ آئی اسوجہہ سے چار ہی مہینے کے بعد اپنی خواہش پر ضلع مین پوری کو تبدیل ہوگئے۔ اسی سال یعنے

مارچ ۱۸۹۲ء میں بہ سرپرستی مسٹر جے۔ اے براؤن کلکٹر ضلع بستی میں ہمارے ڈپٹی صاحب و نیز ڈپٹی مدن لال صاحب وغیرہ کی کوشش سے ایک نمائش کے سالانہ جلسہ کی بنا پڑی جسمیں نہایت کامیابی ہوئی کلکٹر صاحب موصوف آپ سے اس تھوڑے سے عرصہ میں بہت خوش رہے اور چلتے وقت ۱۰ اپریل ۱۸۹۲ء کو یہ یادداشت دی کہ

مولوی حمید الدین احمد ڈپٹی کلکٹر اس ضلع میں ۵ مہینے رہے اب میں خیال کرتا ہوں کہ بوجہ شکایت تنارستی اونکی یہ تبدیلی ضلع مین پوری کو ہوئی جبتک وہ یہاں رہے نہایت عمدہ کام کیا۔ بڑے محنتی اور کار آمد آفیسر ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ وہ اچھی ترقی کرینگے۔"

جب آپ مین پوری پہونچے تو مئی کا شروع مہینہ تھا۔ گرمی اپنا زور دکھا رہی تھی۔ مین پوری کی آب و ہوا بھی ڈپٹی صاحب کے موافق نہیں ہوئی۔ پوربی اضلاع (گورکھپور وغیرہ) کی آب و ہوا کے اثر سے ڈپٹی صاحب کی طبیعت پر جو ایک قسم کی کمزوری سی آگئی تھی۔ اب اوسمیں ترقی ہونے لگی اور جبتک مین پوری رہے کسی نہ کسی حکیم کی صلاح سے برابر دوا پیتے رہے۔

نومبر ۱۸۹۲ء میں ڈپٹی صاحب نے لڑکی کی شادی سے فراغت حاصل کرنیکے واسطے ایک مہینہ دس روز کی رعایتی رخصت لی۔ لیکن قبل اس سے کہ وہ اس کام کو کریں شاہجہانپور کے کسی طبیب کی تعریف سنکر بجائے وطن آنیکے مین پوری سے شاہجہانپور پہونچے۔ کچھ دنوں وہاں رہکر ان طبیب صاحب کا علاج کیا لیکن کچھ فرق محسوس نہ ہوا۔ آخر دسمبر میں ناچار وطن کو آئے اور شادی سے فراغت پاکر شروع جنوری ۱۸۹۳ء میں پھر مین پوری پہونچکر اپنے کام کا چارج لیا۔

مارچ ۱۸۹۳ء میں یہاں سے تبادلہ ہوگیا۔ اور اسمرتبہ وہ ضلع ملا جو قسمت روہیلکھنڈ کا صدر مقام ہے بریلی پہونچکر بھی آپکی طبیعت کچھ درست نہیں ہوئی۔ بلکہ اب آپکی تنخواہ میں مستقل طور سے ایک طبیب کا حصہ قایم ہوگیا۔ اور ایک بیش قرار تنخواہ کا طبیب ساتھ رہنے لگا۔

جن صاحب کا علاج مین پوری میں ہوتا تھا وہ ساتھ آئے تھے اور بریلی کے اور نامی طبیبوں سے بھی

دیکھا مگر ہماری رائے میں آپ کا مرض کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ عام کمزوری تجویز ضعف معدہ وغیرہ کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن باوجود تندرستی کے ایسی خراب حالت کے ڈپٹی صاحب بہادر نے سرکاری کام میں کبھی کمی نہیں کی۔ بلکہ جس محنت کے ساتھ ہمیشہ سے وہ کام کرنے کے عادی تھے ویسے ہی اور اوسی دلچسپی کے ساتھ اپنے کار منصبی کو انجام دیتے رہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ بریلی کے ہندو و مسلمانوں میں نفاق کا شعلہ بھڑک رہا تھا۔ بقر عید (۱۸۹۳ء) کے موقعہ پر ہندوؤں نے اتفاق کر کے بازار بند کر دیا۔ اور کئی روز تک مسلمان اور ہندوؤں کے باہمی لین دین کا سلسلہ بند رہا۔ آپ نے اس موقع پر و نیز عشرہ محرم میں حکام ضلع کو اپنی دانائی اور تجربہ کی بدولت اوس پالیسی کے اختیار کرنے کی صلاح دی۔ جسکے وجہ سے اون نازک اوقات میں حکام ضلع کی نیکنامی قایم رہی۔ اور رعایا میں بھی امن رہا۔ جو چٹھی عشرہ محرم وغیرہ کی حسن انتظام کے شکریہ میں مسٹر میکفرسن وغیرہ صاحبان مجسٹریٹ بریلی نے آپکو دی ہیں انکو ہم درج کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

اسی ضلع میں آپ ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مستقل ہوئے۔ اور یہاں ہی چھٹے گریڈ یعنی ۳۰۰ روپیہ کے درجہ پر ترقی پائی۔ اور یہاں سے ڈپٹی صاحب ضلع شاہجہانپور کو تبدیل ہوئے۔

۳۱ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو شاہجہانپور پہونچکر چارج لیا۔ اور ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء تک وہاں رہکر مدت ملازمت اور اوسی کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام ختم کیے۔ یہاں کے زمانہ ڈپٹی کلکٹری میں ضلع کی تصدیق کھیوٹ کے واسطے صاحب کلکٹر ضلع نے صاحبان بورڈ سے ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کو مانگا وہاں سے ڈپٹی صاحب نامزد کیے گئے اور آپ نے اس کام کو ۱۲ نومبر ۱۸۹۵ء سے ۶ اپریل ۱۸۹۶ء تک نہایت محنت اور تیزی سے انجام دیا اور یہ مسٹر لیف۔ بی۔ میولاک کلکٹر ضلع کی بڑی خوشنودی کا باعث ہوا اس کام کو ختم کر کے ڈپٹی صاحب پھر ضلع کا کام بدستور کرنے لگے۔ شاہجہانپور میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا دسواں سالانہ اجلاس دسمبر ۱۸۹۵ء میں ڈپٹی صاحب ایسے بزرگوں ہی کے پاک نفوس کی بدولت جو اوسوقت شاہجہانپور میں موجود تھے منعقد ہوا۔ ڈپٹی صاحب باوجود ناسازی طبیعت کے شریک کانفرنس ہوتے۔ اور چندہ دیا۔

اسی ضلع مین بموجب* حکم گورنمنٹ نمبری ۱۲۰ ۳۱ - ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ع سے آپکی ترقی پانچوین گریڈ یعنے چارسو کے درجہ پر ہوئی۔

ڈپٹی صاحب کی عادات اور مذہبی خیالات پر ریویو

ہمارے ناظرین۔ ڈپٹی صاحب بہادر کے پچھلے حالات کو (جو ہم نے اسوقت تک بیان کیئے) پڑھکر اسبات کا خوب اندازہ کر سکتے ہین کہ مروت اخلاق۔ حلم۔ سخاوت۔ انکساری۔ دلیری۔ آپکے سرشت مین داخل تھی۔ اب ہم دکھلائینگے کہ روزمرہ کی دینوی معاملات مین آپکا برتاو کیسا تھا۔

ڈپٹی صاحب کا معاملہ بہت صاف تہا۔ بے ایمانی کی طرف کبھی اونکا گمان بھی نہ جاتا تہا۔ ہر شخص جسکو اون سے کبھی کسی طرح کا اتفاق اس دینوی زندگی مین پڑا ہے خوب جانتا ہے کہ وہ اعلے درجہ کے ایماندار تھے۔

سچ یہ ہے کہ بڑے دیانتدار تھے۔ بڑے امین تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ہر شخص انکو اپنا رازدار بنانا پسند کرتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ صفائی معاملہ اونکی عادت مین داخل تھی جسکی وجہ سے یہ مثل وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ حساب جو جو بخشش سو سو۔ لیکن بسا اوقات اونکی سرشت مروت اس عادت پر غالب آجاتی تھی اور یہی باعث تہا کہ وہ اپنے غریب بھائی کے مقابلہ مین خود دب جاتے تھے۔ سخاوت کا اعلے جوہر بھی آپ مین موجود تھا۔ کوئی سایل کبھی آپکے در سے خالی نہین پھرا۔ موقع اور وقت کے لحاظ سے جو کچھ بن آتا وہ اوسکی نذر کرتے۔ خیرات دینے کا اصول نہایت عمدہ تھا۔ علاوہ ان سایلون اور گداگرون کے جو دروازہ پر مانگنے آتے ہین اکثر افلاس زدہ شریفون اور بیوہ عورتون کی چھپکر حاجت روائی کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی مثالین بعد آپکے وفات کے معلوم ہوئین۔ علاوہ اس طریقہ خیرات کے یتیم خانہ انجمن اسلامیہ وغیرہ کو چندہ کے ذریعہ سے مدد پہونچاتے۔ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ کبھی آپنے دسترخوان پر تنہا کھانا نہین کھایا۔ ہمیشہ دو چار مہمان آپکے یہان موجود رہتے۔ جنکی

* یہ حکم گورنمنٹ گزٹ سرکاری مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ع مین شایع ہوا ہے جسکا دیکھنا آپکو نصیب نہوا کیونکہ ۱۲ اکتوبر کی صبح کو جب یہ گزٹ تا یہان نہوز پہونچا تھا۔ آپ اس دنیا کو خیرباد کہہ چکے تھے۔

آپ مین استغنا بڑہی ہوئی تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص اپنے ساتھہ برائی کرے تو اوسکے جواب مین اوسکے ساتھہ نیکی کرنا چاہیئے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہی کہ آپ کا اپنے دوستون عزیزون کے ساتھہ کیسا برتاؤ تھا۔ منشی **عبد العزیز** صاحب جواب شاہجہانپور مین سپرنٹنڈنٹ چونگی ہین آپ کے مشہور دوستون مین کہے جاتے ہین۔ ڈپٹی صاحب نے اپنے زمانہ تحصیلداری مین انکو جبکہ بوجہہ زیادتی عمر وہ نوکری سے ناامید ہوچکے تھے مسٹر **لوپر** کلکٹر شاہجہانپور سے خاص سفارش کرکے ناہر مین بعہدہ سپرنٹنڈنٹ چونگی نوکر کرایا تھا اور اسی طرح سے اور عزیز و دوستون کے ساتھہ جب موقع پایا آپ نے سلوک کیا۔ تعصب کا آپ مین نام نہین تھا۔ ہندو و مسلمانون کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ دلیری آپ مین اعلے درجہ کی تھی۔ بزدلی طبیعت کو چھو نہین گئی تھی۔ یہی وجہہ تھی کہ سرکار انگریزی کے واسطے جان نثاری کو طیار رہتے تھے۔

انکساری کی صفت بھی آپ مین قابل تعریف تھی۔ باوجود اس ثروت و حکومت کے غرور کا نام تک نہین تھا۔ ہمیشہ سادہ وضعی مین بسر کی۔ باوجود اسکے کہ انگریزی فرنیچر فرش فروش وغیرہ سے جسکا آپ کو بہت شوق تھا آپ کا مکان ہمیشہ سجا رہتا تھا۔ ہمنے اکثر دیکھا ہی کہ ایک معمولی مونڈہے پر بیٹھے ہوئے آپ سرکاری کام کر رہے ہین۔ اور دوسرے مونڈہے پر ماتحت اہلکار بیٹھا ہوا پیشی کر رہا ہی۔

مروت اسدرجہ تھی کہ اپنے کسی ادنے خادم کو بھی خواہ اوس سے کتنا ہی ناراض ہون اپنی زبان سے معزول نہین کیا۔ اپنے پرائے چھوٹے بڑے سب سے شیرین کلامی سے پیش آتے تھے۔ تحکم کو اپنی گفتگو مین کبھی دخل نہ دیتے۔ مرزا داغ دہلوی کا یہہ شعر اکثر پڑہا کرتے تھے۔ اور اسی پر عمل تھا۔

٢ خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہیئے

١ دشمنون سے دوستی غیرون سے یاری چاہیئے

گو آپ بامروت تھے لیکن صاف گو بھی اول درجہ کے تھے بقول کسیکے۔

آئینہ منھہ پہ برا اور بھلا کہتا ہے

سچ ہی سچ صاف جو ہوتا ہے صفا کہتا ہے

چونکہ آپ ایک منطقی طالب علم تھے اسلیئے کسی بات کو سنا نہ آہی یقین نہین کر لیتے تھے۔ بلکہ تقریبا وجہ سے

اوسکو خوب متحقق کر لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ دعوے بے دلیل قبول خرد نہیں۔"

طبیعت آپ کی نہایت جیش پسند تھی۔ میوزک سے بہت شوق تھا۔ گانا اکثر سنا کرتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ انٹرسٹ آپ کو جس چیز سے تھا وہ اپنا منصبی کام تھا۔ کبھی اپنی ڈیوٹی سے کسی چیز کو ترجیح نہین دی۔ اوسے سب سے مقدم جانتے تھے۔ آپ کے کیرکٹر مین یہی ایک پکیولیرٹی تھی جس سے آپکو ہر کام مین فتحمندی حاصل ہوتی تھی۔

آپ کے مذہبی عقاید کی نسبت صرف اسیقدر لکھنا کافی ہے۔ کہ آپ ایک سچے مسلمان تھے سنی المذہب حنفی الملت تھے۔ بزرگان اور اولیائے کرام کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے۔

خاتمہ

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

جو لکھنوی حکیم صاحب ڈپٹی صاحب بہادر کی ملازمت مین تھے وہ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء مین رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے۔ اُنھون نے ڈپٹی صاحب بہادر کی تندرستی کو معمولی حالت مین چھوڑا تھا۔ ضعف البتہ کسیقدر بڑھ گیا تھا۔

آخر اگست مین حکیم صاحب نے آپکو مگدر وغیرہ کی ورزش شروع کرائی تھی۔ حکیم صاحب کے چلے جانے پر جب ضعف زیادہ محسوس ہونے لگا تو ڈپٹی صاحب نے ورزش چھوڑ دی تھی۔ شروع اکتوبر مین تشخیص انکم ٹیکس کی عذرداریان سننے کے واسطے پوایان جانا پڑا۔ یہان پہونچکر مرض نے نیا رنگ پکڑا۔ جسکا زہریلا اثر آپ کے حق مین مہلک ثابت ہوا۔ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو پوایان مقام تھا۔ ڈاک بنگلہ مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ شام کا کھانا کھا کر حسب معمول آرام کے واسطے پلنگ پر تشریف لے گئے۔ چار بجے صبح کے وقت ایک تنفس کی سی حالت شروع ہوئی۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ فوراً بلائے گئے دوا دی گئی جس سے اُسوقت کچھ تسکین ہوئی مگر چونکہ تنفس نے مرض مین ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اسوجہ سے آپ نے مناسب سمجھا کہ صاحب سول سرجن ضلع سے مشورہ لیا جائے اور دریافت کیا جائے کہ اس

تنفس کا کیا سبب ہے۔ ۳؍اکتوبر کو آپ پواین سے شاہجہانپور واپس آ گئے۔ آتے ہی اول صاحب ضلع سے اپنی واپسی کی اطلاع کی اور مرض کا حال بیان کر کر رخصت کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے کہا کہ سول سرجن صاحب سے ملکر کسی دوا کا استعمال کیجیے۔ اور کام کم کیجیے اگر کچہری آنے میں تکلیف ہو تو مکان پر کچہری کیجیے کچھ ضرورت رخصت کی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت جلد آپ کی یہ شکایت دور ہو جائیگی۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب بہادر نے رخصت کا ارادہ فسخ کیا اور مکان پر کام کرتے رہے۔ جو حالت تنفس کی ۱۲؍اکتوبر کی رات کو پواین میں پیدا ہوئی تھی وہ مرتے دم تک باقی رہی۔

سول سرجن صاحب نے آپ کی حالت کو دیکھکر مرض کو مہلک نہیں سمجھا بلکہ معمولی کمزوری میں قدری زیادتی بتلائی اور اسی کو وجہ تنفس فرمایا اسکے دفعیہ کی دوا دی لیکن کچھ کمی نہیں ہوئی۔ وقت انتقال تک برابر سول سرجن صاحب اور اونکے اسسٹنٹ حالت کو دیکھتے رہے لیکن کسی نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ مرض آپ کی جان کے ساتھ جانے والا ہے۔ چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ سے یونانی علاج کے عادی تھے اسوجہ سے اپنی دلجمعی کے واسطے اور ہر وقت کی حالتین کمی بیشی بتلانے کے لیے آپ نے ایک یونانی طبیب کا بلانا جو ہر وقت پاس موجود رہے ضروری سمجھا۔ ایک رامپوری طبیب کو جنھون نے پہلے بریلی میں آپ کا علاج کیا تھا بلانے کے واسطے آپ کے صاحبزادہ محمد وحید الدین صاحب تباریخ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۱ء روانہ رامپور ہوئے اور فوراً دوسرے دن معہ طبیب صاحب واپس آ گئے۔ اور اب علاج تو بدستور ڈاکٹر صاحب کا ہوتا رہا۔ لیکن طبیب صاحب نبض وغیرہ دیکھکر مریض کی طبیعت کا اطمینان کرتے رہے اس حالت کو ایک ہفتہ گذر گیا اور تنفس کی زیادتی کی وہی کیفیت رہی۔ تو مجبوراً ڈپٹی صاحب کی یہ رائے ہوئی کہ اپنے عم بزرگوار حافظ حکیم مجاہد الدین ذاکرؔ صاحب کو بدایون سے بلائیں چنانچہ ۱۰؍اکتوبر کی شام کو صاحبزادہ صاحب موصوف اس کام کے واسطے بدایون تشریف لے گئے۔ ۱۱؍اکتوبر کو حکیم صاحب کے آنے کا انتظار تھا۔ مگر اوسیدن شام کو آٹھ بجے کی ٹرین میں تنہا صاحبزادے صاحب حکیم صاحب کا یہ پیام لیکر واپس آتے کہ وہ کل کسی وقت کی گاڑی میں تشریف لاوینگے

۱۱ اکتوبر اتوار کا دن ڈپٹی صاحب کے واسطے دنیا کا آخری دن تھا لیکن دیکھنے والے کو یہ ہرگز تمیز
نہیں ہوتا تھا کہ آپ کو آج رات کے بعد دوسری صبح نصیب نہوگی۔ اور تمیز ہو بھی کیونکر سکتا تھا جب آپ کے
ہوش و حواس موجود تھے جو حالت آٹھ دس روز سے تھی اوسمین کچھ زیادتی معلوم نہوتی تھی۔ کچہری کا
کام برابر مکان پر دن کے دن تک کرتے رہے غرض کسی معمول مین آپ کے مرتے وقت تک فرق نہ آیا
آپ ہمیشہ کچہری سے واپس آکر شام کے چار بجے کوٹھی کے باغ مین بیٹھا کرتے جو لوگ ملنے کو آتے اون سے
باخلاق تمام وہان بیٹھکر بات چیت ہوا کرتی۔ چنانچہ ۱۱ اکتوبر کی شام کو اپنی عادت کے موافق وہان بیٹھے
اسسٹنٹ سرجن صاحب منشی **عبدالوحید** صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ملنے کو آئے۔ اون سے
بہت بشاشی کے ساتھ گفتگو کی اور اپنے مزاج کی کیفیت بیان کی۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا۔ لیکن
افسوس کہ اوسکے استعمال کی نوبت نہ آئی۔ آٹھ بجے شب کے قریب یہ صحبت برخاست ہوئی اور
آپنے گھر مین جاکر ہاتھ منھ دہویا۔ اور کھانا مانگا۔ کھانا کھایا تو کیا مگر پابندی وقت کے لحاظ سے اپنے کھانے
کے معینہ وقت کو ٹالنا نہ چاہا۔ کھانا کھانے کے بعد باہر اپنے بستر پر آکر لیٹ گئے۔ اب رات کے دس بجے کا
وقت تھا کہ مرض نے کچھ زیادتی کی صورت پکڑی۔ گو موسم سرما کی آمد آمد تھی۔ گرمی کے کپڑے سرمائی لباس
سے بدلے ہوئے نظر آتے تھے۔ مگر آپ کو اسوقت بے انتہا گرمی معلوم ہو رہی تھی۔ پنکھے پر پنکھے چل رہے
تھے۔ لیکن گرمی کی شکایت رفع نہ ہوتی تھی۔ کروٹین بدل رہے تھے کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ اسوقت
دنیا کے متعلق جو گفتگو چھیڑی جاتی تھی۔ اوس سے عدم توجہی ظاہر کرتے بار بار کلمہ طیب اور درود پڑھتے۔
اور آس پاس والون سے بھی ایسا ہی کرنے کو کہتے ڈیڑھ بجے کے بعد کچھ چین سا آگیا اور ایسا سمجھا گیا کہ اب
آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اسکے دو گھنٹے کے بعد یکایک آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے"
اور پھر یا اللہ کہا اور اسی کہنے کے ساتھ روح جسم سے نکل گئی۔ جو آخری لفظ آپکی زبان سے نکلا وہ اللہ
کا نام تھا۔ زندگی مین بھی اللہ ہی کا نام آپ کا تکیہ کلام تھا۔ یہان تک کہ اگر پانی بھی مانگتے تو یہی کہتے کہ
اللہ* پانی لاؤ۔ افسوس افسوس آج ایک خوش نصیب اقبالمند بیٹا حسرت زدہ غم نصیبون کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

---

* اس سے آپ کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ خدا کے بھروسے پر یہ کام کرو۔

انقضائے صبح کے چار بجے ہون گے۔ پیر کا دن ہی۔ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ کی چوتھی تاریخ ہی جو ۱۲ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کے مطابق ہی اس کوٹھی سے جو شاہجہانپور محلہ گوہر پورہ مین سبزی منڈی کے قریب واقع ہے اور جو ڈپٹی صاحب کی فرودگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ عجب جگر خراش رونے کی صدائین نکل نکلکر باہر کے آنے جانے والون کے دلکو تڑپا رہی ہین۔ جو سنتا ہی وہ رونے لگتا ہی۔ جتنے شخص اسوقت یہان موجود ہین وہ سب کے سب ایک دلی جوش کے ساتھ بے اختیاری سے چیخ چیخ کر رو رہے ہین۔ ایکیا کہہ رہا ہی ہائے میرا سردار کدھر گیا۔ ایک چلا رہا ہی آہ! میری کمر ٹوٹ گئی۔ ایک ہی کہ روتے روتے بالکل چپ ہو گیا ہی۔ سکتہ کا سا عالم ہو رہا ہے۔ کچھہ کہتے نہین بن پڑتا۔ کوئی خدا کا بندہ جو دنیا کا سب گرم و سرد دیکھہ چکا ہی۔ اوس مرحوم کے فرزند دلبند کو جنپر اسوقت قیامت ٹوٹ پڑی ہی اس طرح سے سمجھا رہا ہے کہ بھائی صبر کرو صبر! ماں باپ کسیکے ہمیشہ زندہ نہین رہتے۔ ایک دن سب کو مرنا ہی۔ اب رونے دھونے سے کچھہ فایدہ نہین۔ اون کے لیے دعائے خیر کرو۔

وہ غم نصیب خاموش۔ دونون ہاتھون سے سر کو تھامے ہوئے کھڑا ہی۔ آنکھون سے آنسو جاری ہین اوسکو کچھہ جواب نہین دیتا۔ اپنے دل ہی دل مین کہہ رہا ہی کہ ہائے یہہ کیا ہو گیا۔ کوٹھی کے زنانے کمرے مین کچھہ اس سے بھی زیادہ کہرام بپا ہی۔ جس کا اعادہ ناممکن ہی۔ قلم کو لغزش ہوتی ہے دل بھر آتا ہی۔ مستورات مین سے اسوقت آپ کی دونون بیبیان۔ لڑکی۔ صاحبزادہ صاحب کے گھر مین اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ سب یہان موجود تھین۔ ہم انہین سے کس کس کی جگر دوز آواز کو دوہرائین۔ بس کلیجہ منہہ کو آتا ہی۔ اور اس دردناک بین کے لکھنے سے ہمارا پھر وہی حال ہوا جاتا ہی جو اسوقت تھا جبکہ یہہ واقعات ہماری نظر کے سامنے گذر رہے تھے۔ آہ! مرنا وہی نہین مرے بلکہ ہماری ہزارون تمنائین اور امیدین جو اون کے ساتھہ وابستہ تھین مر گئین ہمارے رنج و غم اور حسرتون کا اندازہ کچھہ وہی خوب کر سکتا ہی جسپر کوئی ایسا وقت گذر چکا ہے۔

غرض صبح سے دن گیارہ بجے تک یہی رونا دھونا مچا رہا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ ۱۲ بجے دوپہر تک اوسی کوٹھی کے قریب ایک چہار دیواری مین جو گھنگرون والے تکیہ کے نام سے مشہور

ہے آپ کو دفن کر دیا۔

جنازہ کی نماز اچھی جماعت کے ساتھ پڑہی گئی۔ فوراً ہی اوسی دن اس جانکاہ واقعہ کی خبر دور دور تک پہنچگئی۔ جس نے سنا افسوس کیا۔

روہیلکھنڈ گزٹ بریلی۔ پیسہ اخبار لاہور۔ افضل الاخبار دہلی۔ سفیر بمبئی۔ نے اپنے قیمتی کالمون کو اس ہر دلعزیز اور نامور شخص کے انتقال کا ذکر کرکے ماتمی بنایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ماتم کسی خاص گھر یا کسی خاص شہر تک محدود نہ تھا۔ بلکہ تمام ملک اور قوم مین آپ کی وفات پر افسوس کیا گیا۔ لیکن افسوس سے کیا ہوتا ہے۔ سب کو ایکدن یہی راہ درپیش ہے۔ یہہ موت قدرت کا ایک ایسا واجب التعمیل اور نہ ٹلنے والا حکم ہے جو نہ آج تک ٹلا ہوا اور نہ آیندہ ٹلنے والا ہے۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ انتقال علیہم ہین اور ان مرحوم مین دائمی مفارقت ہوجاوے۔ اور موت کا فرشتہ اونکو ہم سے چھوڑا کر دوسرے جہان مین لیجاوے۔

اب مین اس رسالہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدا اونکی مغفرت کرے آمین۔ آمین۔ یہہ سچ ہے کہ کوئی شخص کسیکی نسبت یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلان شخص کی نجات ہوگئی یا فلان شخص جہنمی ہے کیونکہ سوائے اون چند صحابہ کے نجات کے جسکی خوشخبری خود ہمارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ہم کبھی کسیکو ناجی یا ناری کہنے کے مجاز نہین ہین۔ لیکن ان مرحوم کے مرتے وقت کے ظاہری آثار پر نظر ڈالکر ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ آپ کا خاتمہ بخیر ہوا۔

اللہ بس باقی ہوس فقط

خاتمۃ الطبع

التماس

اگرچہ صاحبان نے اس کتاب کی نسبت اپنی قیمتی رائین بطور ریویو یا تقریظ کے میرے پاس لکھی تھین لیکن بوجہ عدم گنجایش مین اُن سکی اشاعت نہین کر سکتا ہون صرف اسیقدر کہ مقرر ما حافظ یوسف علیخان صاحب عدالتیں وسکرٹری انجمن مسلمانان تلہر کا ریویو درج کرتا ہون باقی حضرات معاف فرماوین۔ نیازمند مہتمم

تقریظ از جناب حافظ **یوسف علیخان** صاحب رئیس تلہر سابق چیرمین میونسپلٹی تلہر و ممبر ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈ تلہر آنریری سکریٹری ایم اے - او کالج برانچ اسکول تلہر

زندۂ جاوید ہست ہر کہ نکو نام زیست
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

واقعی خوش نصیبی و بلند اقبالی و خدا داد نعمتوں کا نام ہے جو کہ انسان کو بارگاہ قسام ازل سے عطا ہوا کرتی ہیں مگر ان دونوں نعمتوں کی دو قسمیں ہیں اول مجازی جو کہ انسان کے زمانہ حیات ہی میں ملی ہوئی جاتی ہیں دوم حقیقی جو بعد مماتے بھی اپنا رنگ دکھاتی ہیں پہلی قسم کو اکثر کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہاں دوسری قسم کی تشریح میں مختصر طور پر لکھنا ضروری ہوگا کہ اسکا منشور جس طرح اپنی زندگی میں سا جہان کا مرجع تھا اگر ویسا ہی مرنے کے بعد بھی کل مخلوق کا مطمح نظر رہا تو یقیناً سمجھا جائیگا کہ یہی حقیقی خوش نصیب و حقیقی بلند اقبال کہے جانیکے قابل ہے لفظ مدح سے میرا مقصد صرف یہی نہیں ہے کہ چند شعرا اسکی مدح میں بہت سا حصہ شعر لکھیں وہ خوش قسمت ہے بلکہ اصلی خوش نصیب وہ ہے کہ اوسکے با اعلیٰ درجہ استاد کہلاتا ہو ترجمہ بالکل ادنیٰ کی فکر ہو اور پبلک کو ملک کے نقصان کا احساس ہو اور کہ مرنے پر حسرت و افسوس ہو جیسے کہ مکرم خدا بیامرز منشی **حمید الدین احمد** صاحب مرحوم جنکا نام نیک آج پھر بھی زندہ ہے جو ہمیشہ آباد رہا اور تقریباً پچیس سال وہ تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر رہکر ایک عالم جاودانی ہوئے ہیں لیکن ان دونوں مقامات میں کوئی ایسا نہیں جہاں انکو نہ کیا ہو اور وہ بزرگ ہستی ہوں اور کوئی متنفس ایسا نظر نہیں آتا جو انکو محامد کو کہنے پر زبان نہ کھولتا ہو سبحان اللہ زندگی جاوید اسیکا نام ہے اسلئے ہی کہ بعد مرنے کے یاد کوئی گاہ گاہ کرے ہمکو امید ہے کہ اس تقریظ کے ناظرین **یوسف** سنہ ہجری ۵ اسلئے ہوئے اتفاق ان کو اس منعقد رسم پر عمل نفرت سے ہو اور ڈپٹی صاحب مرحوم کے درمیان بہلا سلسلہ جاری رہا ہے بیشک بہلا اونکی حقیقتا اور منافرت کا اکثر اوقات اتفاق ہوتا لیکن اس محل پر اسکا اظہار منظور نہیں ہے بلکہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں اونکی وہ سوانح عمری پیش کرتا ہوں جسکو ہمارے معزز دوست صاحب علم و فضل پیکر قوم لیڈر مولوی نظام الدین حسین صاحب **نظامی** بدایونی نے تالیف کیا ہو وہ ایک عجیب و دلچسپ کتاب ہے بلا مبالغہ کہ میں نے اپنی پہلی بنا کیا ہے مولف نے اسمیں مختلف واقعات کو ذکر میں قدیم زمانہ کا فوٹو کھینچا ہے اور جس لطف سے بیشمار حالات کو ڈپٹی صاحب مرحوم کی سوانح عمری کے ضمن میں مرقوم کیا ہے اسکی پوری قدر وہی صاحب دیدہ ور ہی کر سکتے ہیں - الغرض یہ وہ تالیف ہے جو ایک خاص عالیجناب قومی فیلنگ و رائیلٹی کو تمام عالم پر ثابت کر رہی ہے یہ وہ تالیف ہے جسکی قوم و ملک دونوں کو ضرورت تھی اور یہ وہ تالیف ہے جو نوجوان طالب علموں کو اردو لٹریچر کے سکھانے میں استاد شفیق کا کام دیکتی ہے مولانا **نظامی** کی نیچرل قابلیت اور قدرتی ذہانت کی ذکر کرنیکی مجھکو کوئی حاجت نہیں ہے اونکی یہ تالیف اور اس تالیف کے اعلیٰ مضامین اور اوسکی عبارت کی روانی ہی نہیں اسکا ہر لفظ و ہر نقطہ اونکی نظامی پانچویں شاہد عادل ہے اب میں اس تقریظ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اس نوجوان مصنف بیانات کو مع سوانح عمری و فروغ کیساتھ عمر خضر ازلی خزانے سے اوسکو ایسی بخشش ہو اور قابل قدر تالیفات سے ملک اور قوم دونوں کو نفع پہونچاوے - فقط

کلام دلدار علیؒ مذاق

چھپکر طیار ہو گیا

اس نام سے کان آشنا تو ہوں گے اور اس نسخہ سے آنکھیں بھی نورانی ہوئی ہونگی اس کلام کے کلیم سے تو آپ خوب ہی واقف ہو گئے

تاہم اس اشتہار کے لیے کچھ مختصر حال کلام و کلیم کا لکھتا ہوں حضرت مولوی محمد دلدار علی صاحب قدس سرہ العزیز ساکن بدایوں سے

ایک اور [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار فرما کر مذاق تخلص

کیا اور فن شاعری میں وہ کمال پیدا کیا کہ خود استاد آفاق ہو گئے۔ اسکے بعد راہ سلوک و تصوف میں جو قدم رکھا تو

ہزاروں آدمیوں کو دولت فقر سے مالامال کر دیا اور اب سلسلہ فیضان نہایت شد و مد سے جاری ہے خدا اُنکا

آستانہ ہمیشہ جاری رکھے عالم حیات ظاہری میں تھوڑا تھوڑا کلام مبارک بعض بعض عقیدت مندوں نے اپنے

اپنے مذاق کے موافق طبع کرایا تھا ۱۳۱۲ ہجری میں ایک مختصر رسالہ طبع ہوا تھا اُسکا تاریخی نام کلام

دلدار علی مذاق تھا ۱۳۳۰ ہجری میں حضور اقدس نے رحلت فرمائی بدایوں سے جانب شمال

لب سڑک [illegible] منصل درگاہ شریف ہے تاریخ تعمیر درگاہ معلی روضہ منورہ آستانہ عالیہ پر کندہ ہے وہاں

دس سے بارہ ربیع الثانی تک عرس و میلہ بطریق مشائخ چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوتا ہے بعد وصال شریف

نہایت کوشش سے کلام مبارک مطبوعہ و غیر مطبوعہ جہاں تک دستیاب ہوا مجموعۃً طبع کیا گیا ہے اور اسی لحاظ سے اس مجموعہ کا

نام بھی کلام دلدار علی مذاق ہے نعت و منقبت صوفیانہ و عاشقانہ ہر قسم کے کلام کا مجموعہ ہے عمدہ کاغذ پر نہایت صاف چھپائی

اور [illegible] جزو کی ضخامت ہے قیمت کاغذ ولایتی ([illegible]) اور دوئم کاغذ حنائی ([illegible]) معہ محصولڈاک ([illegible]) اور ([illegible])

المشتہر

محمد آغا جان مالک مطبع وکٹوریہ پریس و مہتمم سلطنت بدایوں

ناول

"رضیہ اور مسعود"

ادائے مطلب دل ہم سے سیکھ جائے کوئی
انہیں سنا ہی دیا حال داستان کی طرح

[illegible] سے اس کے مصنف مولانا نظامی بدایونی کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جو علیگڑھ [illegible]
[illegible] ہاتھ دھرتے ہیں قصہ کے ذریعہ سے وہاں کے تعلیم کی خوبیوں کو ہمیں اور [illegible]
[illegible] ناول میں علیگڑھ کالج کی زندگی کا سچا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ اسکے ساتھ [illegible]
[illegible] ناول کا اعلےٰ درجہ کا ہے۔ غرض اردو زبان سے مذاق رکھنے والے لٹریچر کی خاطر [illegible]
شوق سے پڑھتے ہیں [illegible] عشق کے دلدادہ اسکے سچے جذبات اور خوشنما سین پڑھکر بیتاب ہو جاتے ہیں
انھیں کا [illegible] ایسا ہی اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو منیجر و سیلک ہند گزٹ بریلی سے صرف چار آنہ بھیجکر طلب [illegible]
یہ صرف پہلا حصہ ہے دوسرا [illegible] اس قصہ کا [illegible] گیا ہے جلد شایع ہوگا۔ فقط

نیاز مند
محمد ولی الدین برادر مولف

Date	No.	Date	No.